ترجمہ: حضور ﷺ سفید ٹوپی پہنتے تھے جو آپ ﷺ کے سر مبارک پر جمی رہتی تھی۔

(الجامع الصغیر فی احادیث البشیر النذیر حرف الکاف ج ۲ ص ۴۴۰ رقم الحدیث ۱۶۷ مطبوعہ دارالکتب العلمیہ بیروت) ،(الفتح الکبیر فی ضم الزیادۃ الی الجامع الصغیر ج ۲ ص ۳۶۶ رقم الحدیث ۹۵۵۳ مطبوعہ دارالفکر بیروت)

حافظ ابوبکر احمد بن حسین بیہقی متوفی ۴۵۸ھ روایت کرتے ہیں۔

عن ابراهیم التیمی عن ابن عمر ان رسول الله ﷺ کان یلبس قلنسوة بیضاء۔

ترجمہ: ابراہیم تیمی رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ حضور ﷺ سفید ٹوپی پہنا کرتے تھے۔

(شعب الایمان للبیهقی ج ۵ ص ۱۷۵ رقم الحدیث ۶۲۵۹ مطبوعه دارالکتب العلمیة بیروت)، (مجمع الزوائد ومنبع الفوائد باب فی القلنسوة ج ۵ ص ۱۲۱ مطبوعه دارالکتاب العربی بیروت)

غیر مقلد محمد عبدالرحمٰن ابن عبدالرحیم مبارک پوری متوفی ۱۳۲۵ھ لکھتے ہیں۔

قال العزیری اسناده حسن۔

ترجمہ: امام عزیری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں اس حدیث مبارکہ کی سند حسن ہے۔

(تحفة الاحوذی ج ۵ ص ۳۹۳ مطبوعه دارالکتب العلمیة بیروت)

غیر مقلد محمد عبدالرحمٰن ابن عبدالرحیم مبارک پوری متوفی ۱۳۲۵ھ لکھتے ہیں۔

وفی الجامع الصغیر بروایة الطبرانی عن ابن عمر قال کان یلبس قلنسوة بیضاء۔ قال العزیزی اسناده حسن۔

(تحفة الاحوذی ج ۵ ص ۳۹۳ مطبوعه دارالکتب العلمیة بیروت)، (عون المعبود شرح ابی اداؤد ج ۱۱ ص ۸۹ مطبوعه دارالکتب العلمیة بیروت)

حضور ﷺ سفر میں کانوں والی ٹوپی پہنتے تھے

امام ابومحمد عبداللہ بن محمد بن جعفر الاصفہانی متوفی ۳۶۹ھ روایت کرتے ہیں۔

اخبرنا ابن الباغندی ابن مصفی نا محمد بن خالد عن مفضل بن فضالة عن

هشام بن عروة عن ابیه عن خالته عائشة رضی الله عنها ان النبی ﷺ کان یلبس من القلانس فی السفر ذواتِ الآذان وفی الحضر المشمرة یعنی الشامیة۔

ترجمہ: حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ حضور ﷺ سفر میں کانوں والی ٹوپی پہنتے تھے اور حضر میں شامی ٹوپی پہنتے تھے۔

(اخلاق النبی ﷺ وآدابہ ذکر قلنسوتہ ج۲ص۲۰۹ رقم الحدیث۳۱۴مطبوعہ دارالمسلم الریاض)

علامہ عبد الرؤف مناوی شافعی رحمۃ اللہ علیہ کی تحقیق

علامہ عبدالرؤف مناوی مصری شافعی متوفی ۱۰۰۳ھ لکھتے ہیں۔

قال الحافظ العراقی فی شرح الترمذی واجود اسناد فی القلانس ما رواہ ابو الشیخ عن عائشة کان یلبس القلانس فی السفر ذوات الآذان وفی الحضر المضمرة یعنی الشامیة وفیه ندب العمائم فوق القلانس۔

ترجمہ: حافظ عراقی رحمۃ اللہ علیہ شرح ترمذی میں فرماتے ہیں کہ ٹوپی کے بارے میں سب سے عمدہ اسناد وہ ہے جو ابوالشیخ رحمۃ اللہ علیہ نے ذکر کی ہے جس میں حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کا یہ بیان ہے کہ حضور ﷺ سفر میں کان والی ٹوپی پہنتے تھے اور حضر میں پتلی کی ہوئی یعنی شامی ٹوپی پہنتے تھے اور اس روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ عمامہ ٹوپی کے اوپر باندھنا مستحب اور مندوب ہے۔(فیض القدیر ج۵ص۲۴۶مطبوعہ المکتبة التجاریة الکبری مصر)

امام ابومحمد عبداللہ بن محمد بن جعفر الاصفہانی متوفی ۳۶۹ھ روایت کرتے ہیں۔

حدثنا محمد بن عمران بن الجنید نا احمد بن عیسی المقانعی وسلیمان بن داود السلال نا بشر بن یحیی المروزی نا سالم بن سالم عن العرزمی عن عطاء عن ابن عباس قال کان لرسول الله ثلاث قلانس قلنسوة بیضاء مصربة وقلنسوة برد حبرة وقلنسوة ذات الآذان یلبسها فی السفر وربما وضعها بین یدیه اذا صلی۔

(اخلاق النبی ﷺ وآدابہ ذکر قلنسوتہ ج۲ص۲۱۱ رقم الحدیث۳۱۵مطبوعہ دارالمسلم الریاض)

حضرت انس رضی اللہ عنہ کی ٹوپی

امام المحدثین ابوعبداللہ محمد بن اسمٰعیل بخاری متوفی ۲۵۶ھ روایت کرتے ہیں۔

وقال لی مسدد حدثنا معتمر قال سمعت ابی قال رایت علی انس برنسا اصفر من خز۔

ترجمہ: سلیمان تیمی رحمۃ اللہ علیہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت انس رضی اللہ عنہ پر ریشم اور اون کی بنی ہوئی زرد رنگ کی مخصوص ٹوپی دیکھی۔

(صحیح البخاری باب البرانس ج۲ص ۸۶۳ مطبوعہ قدیمی کتب خانہ کراچی)

امام عبدالرزاق بن ہمام صنعانی متوفی ۲۱۱ھ لکھتے ہیں۔

عبدالرزاق عن الثوری عن الاعمش عن سعید بن عبداللہ بن ضرار قال رایت انس بن مالك اتی الخلاء ثم خرج وعلیه قلنسوة بیضاء مزرورة فمسح علی القلنسوة وعلی جوربین له مرعزا اسودین ثم صلی قال الثوری والقلنسوة بمنزلة یباع۔

ترجمہ: سعید بن عبداللہ بن ضرار سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت انس رضی اللہ عنہ کو دیکھا کہ آپ بیت الخلاء میں داخل ہوئے پھر نکلے اور آپ رضی اللہ عنہ کے سر پر بٹن لگی ہوئی سفید ٹوپی تھی تو آپ نے اپنی ٹوپی پر مسح کیا۔ امام ثوری رحمۃ اللہ علیہ نے کہا ٹوپی بمنزلہ عمامہ ہے۔ (مصنف عبدالرزاق باب المسح علی القلنسوة ج۱ص ۱۹۰ رقم الحدیث ۷۴۵ مطبوعہ المکتب الاسلامی بیروت)

امام محب الدین ابی جعفر احمد بن عبداللہ الطبری متوفی ۶۹۴ھ لکھتے ہیں۔

وعن انس رضی اللہ عنہ انه مسح علی قلنسوة۔

ترجمہ: حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ بے شک وہ ٹوپی پر مسح کرتے تھے۔

(غایة الاحکام فی احادیث الاحکام ذکر المسح علی العمامة ج۱ص ۵۳۹ مطبوعہ دار الکتب العلمیه بیروت)

ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کی ٹوپی

امام ابوبکر عبداللہ بن محمد بن ابی شیبہ متوفی ۲۳۵ھ لکھتے ہیں۔

عن اشعث عن ابیه ان ابا موسی رضی اللہ عنہ خرج من الخلاء وعلیه قلنسوة فمسح علیها۔

ترجمہ: حضرت اشعث اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ

بیت الخلاء سے باہر آئے اور انہوں نے ٹوپی پہنی ہوئی تھی پھر انہوں نے اس ٹوپی پر مسح کیا۔

(مصنف ابن ابی شیبہ ج۵ص۱۷۰ رقم الحدیث ۲۴۸۵۹ مطبوعہ مکتبۃ الرشد الریاض)

امام حسین رضی اللہ عنہ کی مصری سفید ٹوپی

امام ابوبکر عبداللہ بن محمد بن ابی شیبہ متوفی ۲۳۵ھ لکھتے ہیں۔

عن عبداللہ بن سعید قال رایت علی علی بن الحسین رضی اللہ عنهما قلنسوة بیضاء مصریة۔

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن سعید رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے امام علی بن حسین رضی اللہ عنہما کو سفید مصری ٹوپی پہنے ہوئے دیکھا۔

(مصنف ابن ابی شیبہ ج۵ص۱۶۹ رقم الحدیث ۲۴۸۵۵ مطبوعہ مکتبۃ الرشد الریاض)

حضرت زبیر رضی اللہ عنہ کی چھجے والی ٹوپی

امام ابوبکر عبداللہ بن محمد بن ابی شیبہ متوفی ۲۳۵ھ لکھتے ہیں۔

حدثنا ابوبکر قال حدثنا معاویة عن هشام قال رایت علی ابن الزبیر قلنسوة لها رب کان یستظل بها اذا طاف بالبیت۔

ترجمہ: حضرت ہشام بیان کرتے ہیں کہ میں نے ابن زبیر رضی اللہ عنہما کو ایک چھجے والی ٹوپی پہنے ہوئے دیکھا بسا اوقات وہ بیت اللہ شریف کا طواف کرتے وقت اس کا سایہ کر لیتے تھے۔ (مصنف ابن ابی شیبہ ج۵ص۱۶۹ رقم الحدیث ۲۴۸۵۶ مطبوعہ مکتبۃ الرشد الریاض)

خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کی ٹوپی

حضرت صفیہ بنت نجدہ سے مروی ہے کہ حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کی ٹوپی میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے چند موئے مبارک تھے۔ ایک دفعہ دوران جہاد وہ ٹوپی گر پڑی وہ اس کو لینے کے لئے تیزی سے دوڑے جبکہ اس معرکے میں بکثرت صحابہ کرام رضی اللہ عنہم شہید ہوئے؟ اس پر بعض لوگوں نے اعتراض کیا تو حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

لم افعلها بسبب القلنسوة بل لما تضمنته من شعره لئلا اسلب برکتها وتقع فی ایدی المشرکین۔

ترجمہ: میں نے صرف ٹوپی کے حاصل کرنے کے لئے اتنی تگ ودونہیں کی تھی بلکہ اس لئے کہ اس ٹوپی میں حضور ﷺ کے موئے مبارک تھے مجھے خوف ہوا کہ کہیں اس کی برکت سے محروم نہ ہو جاؤں اور دوسرا یہ کہ یہ کفار ومشرکین کے ہاتھ نہ لگ جائے۔

(الشفاء بتعریف حقوق المصطفیٰ ج ۲ص ۶۱۹ مطبوعہ دارالکتاب العربی بیروت)، (عمدۃ القاری شرح صحیح البخاری ج ۳ص ۳۷ مطبوعہ دارالفکر بیروت)

امام عبداللہ محمد بن عمر الواقدی متوفی ۲۰۷ھ لکھتے ہیں۔

وقد اتیتك بالقلنسوة المباركة التی تنصر بها علی اعدائك۔

ترجمہ: میں آپ کے پاس مبارک ٹوپی لایا جس کے وسیلے سے دشمن پر مدد طلب کی جاتی ہے۔(فتوح الشام جبلة یحارب خالداً ج ۱ص ۱۱۶ مطبوعہ دارالکتب العلمیة بیروت)

امام محمد بن عبداللہ ابوعبداللہ الحاکم نیشاپوری متوفی ۴۰۵ھ لکھتے ہیں۔

فسبقتهم الی ناصیته فجعلتها فی هذه قلنسوة فلم اهد قتالاً وهی معی الارزقت النصر۔

ترجمہ: یعنی میں نے بھی آپ ﷺ کی پیشانی مبارک کا ایک بال حاصل کر کے اپنی ٹوپی میں محفوظ کرلیا۔(مستدرك للحاکم ج ۳ص ۲۹۹)

امام الاولیاء مشکل کشا حضرت علی رضی اللہ عنہ کی ٹوپی مبارک

امام محمد بن سعد متوفی ۲۳۰ھ لکھتے ہیں۔

عن ابی حیان قال کانت قلنسوة علی لطیفة۔

ترجمہ: ابی حیان رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کی ٹوپی باریک تھی۔

(طبقات ابن سعد ج ۳ص ۳۰ مطبوعہ دارصادر بیروت)

امام محمد بن سعد متوفی ۲۳۰ھ لکھتے ہیں۔

عن یزید بن الحارث بن بلال الفزاری قال رأیت علی علی قلنسوة بیضاء مصریة۔

ترجمہ: یزید بن الحارث بن بلال الفزاری سے مروی ہے کہ میں نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کے سر پر مصری سفید ٹوپی دیکھی۔(طبقات ابن سعد ج ۳ص ۳۰ مطبوعہ دارصادر بیروت)

امام زین العابدین رضی اللہ عنہما کی ٹوپی مبارک

امام ابوبکر عبداللہ بن محمد بن ابی شیبہ متوفی ۲۳۵ھ لکھتے ہیں۔

حدثنا ابوبکر قال حدثنا وکیع عن عبداللہ بن سعید قال رأیت علی علی بن الحسین قلنسوۃ بیضاء مصریۃ۔

ترجمہ :یزید بن الحارث بن بلال الفزاری سے مروی ہے کہ میں نے حضرت علی بن حسین رضی اللہ عنہما کے سر پر مصری سفید ٹوپی دیکھی۔

(مصنف ابن ابی شیبہ ج ۵ ص۱۶۹ رقم الحدیث ۲۴۸۵۵ مطبوعہ مکتبۃ الرشد الریاض)

امام ابن العربی کا قول ٹوپی انبیاء اور صالحین کے لباس سے ہے

امام محمد بن عبداللہ بن محمد المعروف بابن العربی متوفی ۵۴۳ھ لکھتے ہیں۔

القلنسوۃ من لباس الانبیاء والصالحین۔

ترجمہ: ٹوپی انبیاء اور صالحین کے لباس سے ہے۔

(عارضۃ الاحوذی شرح جامع الترمذی ج ۷ ص۲۴۲ مطبوعہ دارالکتب العلمیۃ بیروت)

علامہ عبدالرؤف مناوی مصری شافعی متوفی ۱۰۰۳ھ لکھتے ہیں۔

قال ابن العربی القلنسوۃ من لباس الانبیاء والصالحین السالکین تصون الراس وتمکن یباع وھی من السنۃ۔

ترجمہ :امام ابن العربی بیان کرتے ہیں کہ ٹوپی انبیاء اور صالحین کے لباس سے ہے سر کی حفاظت کرتی ہے اور عمامہ کو جماتی ہے جو سنت ہے۔

(فیض القدیر ج ۵ ص۲۴۷ مطبوعہ المکتبۃ التجاریۃ الکبری مصر)

امام عبدالرؤف مناوی رحمۃ اللہ علیہ کا قول

علامہ عبدالرؤف مناوی مصری شافعی متوفی ۱۰۰۳ھ لکھتے ہیں۔

ولا باس بلبس القلنسوة اللابطة بالراس والمرتفعة المضربة وغيرها تحت العمامة وبلاعمامة لان ذلك كله جاء عن المصطفى۔

ترجمہ: سر سے لپٹی ہوئی ٹوپی اور بلند ٹوپی یا اس کے علاوہ کوئی اور ٹوپی عمامہ کے نیچے پہننے یا بغیر عمامہ کے پہننے میں کوئی حرج نہیں اس لئے کہ یہ سب حضرت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم سے منقول ہے۔

(جمع الوسائل فی شرح الشمائل وبهامش شرح الشمائل للمناوی ج۱ص ۲۰۴مطبوعه اداره تالیفات اشرفیه ملتان)

امام قسطلانی رحمۃ اللہ علیہ کا قول

علامہ احمد قسطلانی متوفی ۹۱۱ھ لکھتے ہیں۔

وقد لبسه جماعة من الصحابة منهم ابوبكر الصديق وابن عباس والتابعين منهم ابن ابى ليلىٰ وغيره۔

ترجمہ: تحقیق حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی ایک جماعت نے ٹوپی پہنی ہے جن میں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اور حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما ہیں اور تابعین رحمہم اللہ کی ایک جماعت نے بھی یہ مخصوص ٹوپی پہنی ہے جن میں حضرت عبدالرحمٰن بن ابی لیلیٰ رحمۃ اللہ علیہ وغیرہ ہیں۔(ارشاد الساری ج۸ص۴۲۶مطبوعه داراحیاء التراث العربی بیروت)

سراج الامۃ امام اعظم رضی اللہ عنہ کا قول

امام ناصرالدین ابی القاسم محمد بن یوسف السمر قندی متوفی ۵۵۶ھ لکھتے ہیں۔

عن ابى حنيفة لاباس بلبس قلنسوة الثعالب۔

ترجمہ: امام اعظم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ لومڑی کی کھال کی ٹوپی پہننے میں کوئی حرج نہیں۔

(الملتقط فی الفتاوی الحنفیة کتاب الآداب ص ۲۶۴مطبوعه دارالکتب العلمیة بیروت)

امام برہان الدین حنفی رحمۃ اللہ علیہ کا قول

امام برہان الدین متوفی ۶۱۶ھ لکھتے ہیں۔

انه لاباس بلبس القلانیس فقد صح انه کان لرسول الله ﷺ قلانیس یلبسها۔

ترجمہ: ٹوپی پہننے میں کوئی حرج نہیں آپ ﷺ ٹوپی پہنتے تھے۔

(المحیط البرهانی کتاب الاستحسان والکراهیة الفصل العاشر فی اللبس ما یکره من ذلك وما لا یکره ج۶ جز ۱۱ ص ۴۷ مطبوعه مطبوعه المکتبة الغفاریة کانسی روڑ کوئٹه)

امام فخرالدین اور زین الدین رحمهما اللہ کا قول

امام فخر الدین عثمان بن علی متوفی ۷۴۳ھ اور علامہ زین الدین بن نجیم متوفی ۹۷۰ھ لکھتے ہیں۔

ولا باس بلبس القلانس لما روی ان النبی ﷺ کان له قلانس یلبسها وقد صح ذلك فی الذخیرة۔

(تبیین الحقائق شرح کنز الدقائق مسائل شتیٰ ج۶ ص ۲۲۸۔۲۲۹ مطبوعه مکتبه امدادیه ملتان)

(البحر الرائق ج۸ ص ۴۸۷ مطبوعه مکتبه رشیدیه کوئٹه)

ملانظام الدین رحمۃ اللہ علیہ کا قول

ملانظام الدین متوفی ۱۱۶۱ھ لکھتے ہیں۔

ولا باس بلبس القلانس وقد صح انه ﷺ کان یلبسها کذا فی الوجیز للکردری۔

ترجمہ: ٹوپی پہننے میں کوئی حرج نہیں ہے کیونکہ یہ حدیث صحیح ہے کہ نبی کریم ﷺ ٹوپی پہنتے تھے علامہ کردری نے وجیز میں اسی طرح لکھا ہے۔

(فتاوی عالمیری کتاب الکراهیة باب اللبس ما یکره من ذلك الباب التاسع فی اللبس ما یکره من ذلك وما لا یکره ج۵ ص ۴۰۸ مطبوعه دار الکتب العلمیه بیروت)

شیخ عبدالحق محدث دهلوی رحمة الله علیه کا قول

شیخ عبدالحق محدث دہلوی متوفی ۱۰۵۲ھ لکھتے ہیں۔

واں حضرت آگاہ عمامہ بے کلاہ مے پوشد وگاہ باکلاہ کلاہ بے عمامہ۔

ترجمہ: حضور ﷺ کبھی ٹوپی کے ساتھ اور کبھی بغیر ٹوپی کے عمامہ پہنتے تھے اور کبھی بغیر عمامہ کے ٹوپی پہنتے تھے۔ (شرح سفر السعادۃ ص۴۳۶ مطبوعہ منشی نول الکشور لکھنؤ)

ٹوپی پهننے کو مشرکوں کا شعار اور خلاف سنت کهنا بالکل غلط هے

ان احادیث وآثار صحابہ اور اقوال فقہاء سے معلوم ہوا کہ ٹوپی پہننا بھی حضور ﷺ کی سنت مبارکہ ہے عمامہ شریف کی فضیلت اور درجہ اپنی جگہ پر ہے لیکن ٹوپی پہننے کو مشرکوں کا شعار اور خلاف سنت کہنا بالکل غلط ہے۔ بعض علماء نے ٹوپی پہننے کو خلاف سنت کہا ہے ہمارے نزدیک یہ درست نہیں۔

امام محب الدین ابی جعفر احمد بن عبداللہ الطبری متوفی ۶۹۴ھ لکھتے ہیں۔

ولبس القلانس من دون العمائم من ذی المشرکین۔

(غایۃ الاحکام فی احادیث الاحکام ج۳ ص۲۳ مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت)

اسی طرح ملا علی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

لم یرو انہ ﷺ لبس القلنسوۃ بغیر العمامۃ فیتعین ان یکون ھذا ذی المشرکین۔

ترجمہ: یعنی ہرگز مروی نہیں کہ حضور ﷺ نے کبھی بغیر عمامہ کے ٹوپی پہنی ہو معین ہوا کہ یہ کافروں کی وضع ہے۔

(مرقاۃ المفاتیح شرح مشکوۃ المصابیح والفصل الثانی من کتاب اللباس ج۸ ص۲۵۰ مطبوعہ مکتبہ امدادیہ ملتان)

نیز دوسری جگہ لکھتے ہیں۔

ھذا کلہ یدل علی فضیلۃ العمامۃ مطلقاً نعم مع القلنسوۃ افضل ولبسھا وحدھا

مخالف للسنة کیف وھی ذی الکفرۃ و کذا المبتدقه فی بعض البلدان۔

ترجمہ :ان سب سے عمامہ کی فضیلت مطلقاً ثابت ہوئی اگر چہ ٹوپی کے بغیر ہو ہاں ٹوپی کے ساتھ افضل ہے اور خالی ٹوپی خلاف سنت ہے اور کیونکر نہ ہو کہ یہ کافروں اور بعض بلاد میں اہل بدعت کی وضع ہے اور ٹوپی پر رومال اوڑھنا۔

(مرقاۃ المفاتیح شرح مشکوۃ المصابیح والفصل الثانی من کتاب اللباس ج۸ص۲۵۰مطبوعه مکتبه امدادیه ملتان)

ملاعلی قاری رحمۃ اللہ علیہ کے اعتراض کا جواب

امام محب الدین طبری رحمۃ اللہ علیہ ملاعلی رحمۃ اللہ علیہ (ان کے علاوہ اور علماء نے بھی یہ فرمایا ہے) کا صرف ٹوپی پہننے کو مشرکوں کا شعار اور خلاف سنت کہنا بالکل غلط ہے اولاً تو امام محب الدین طبری رحمۃ اللہ علیہ اور ملاعلی قاری رحمۃ اللہ علیہ کا یہ اپنا قول ہے نہ یہ کوئی قرآن کی آیت ہے نہ حدیث نہ کوئی صحابی کا فرمان ۔ ہے دوم اگر یہ خلاف سنت ہے تو پھر سنت کس کو کہتے ہیں کیا حضور ﷺ کے فعل مبارک کو سنت نہیں کہتے اور آپ ملاحظہ فرما چکے ہیں کہ حضور ﷺ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم ٹوپی پہنتے تھے دیکھئے امام ہیثمی رحمۃ اللہ علیہ روایت کرتے ہیں۔

عن عاصم بن کلیب عن ابیه عن خاله قال اتیت النبی ﷺ فی الشتاء فوجدتهم یصلون فی البرانسی والاکسیه وایدیهم فیها رواه الطبرانی فی الکبیر وجاله موثقون۔

ترجمہ :کلیب کے والد اپنے ماموں سے روایت کرتے ہیں کہ میں نبی کریم ﷺ کی بارگاہ اقدس میں سردیوں کے موسم میں حاضر ہوا۔ وہ سب ٹوپیاں پہنے ہوئے نماز ادا کر رہے تھے اور چادر اوڑھے ہوئے تھے اور ان کے ہاتھ ان کی چادروں میں تھے۔ اس کو امام طبرانی نے کبیر میں روایت کیا ہے اور اس کے تمام راوی ثقہ ہیں۔

(مجمع الزوائد ومنبع الفوائد ج۲ص۵۱مطبوعه دارالکتاب العربی بیروت)

امام المحدثین ابوعبداللہ محمد بن اسمٰعیل بخاری متوفی ۲۵۶ھ روایت کرتے ہیں۔

قال الحسن کان القوم یسجدون علی العمامة والقلنسوة ومداہ فی کمہ۔

ترجمہ: امام حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ بیان کرتے ہیں کہ قوم (یعنی صحابہ کرام ﷺ) عمامہ اورٹوپی پر سجدہ کرتے تھے۔(صحیح البخاری ج۱ص۵۶ مطبوعہ قدیمی کتب خانہ کراچی)

امام حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ جو بہت بڑے تابعی اور جلیل القدر امام ہیں وہ فرماتے ہیں کہ صحابہ کرام ﷺ ٹوپی پہنتے تھے۔قوم سے مراد صحابہ کرام ﷺ ہیں فتح الباری میں امام ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

وقال الحسن کان القوم ای الصحابة کما سیاتی بیانہ۔

امام المحدثین ابوعبداللہ محمد بن اسمٰعیل بخاری متوفی ۲۵۶ھ روایت کرتے ہیں۔

وضع ابو اسحاق قلنسوة فی الصلوة ورفعها

ترجمہ: ابواسحاق رحمۃ اللہ علیہ نے نماز میں اپنی ٹوپی کورکھااور اونچا کیا۔

(صحیح البخاری ج۱ص۵۶مطبوعہ قدیمی کتب خانہ کراچی)

اب بتائے کیا یہ سب خلاف سنت کررہے تھےاوراس کے بعدکوئی یہ کہہ سکتاہے کہ یہ مشرکوں کا شعار ہے۔اور جس حدیث سے استدلال کرتے ہیں وہ حدیث ضعیف ہے۔

امام سلیمان بن الاشعث ابوداؤد متوفی ۲۷۵ھ روایت کرتے ہیں۔

حدثنا قتیبة بن سعید الثقفی ثنا محمد بن ربیعة ثنا ابوالحسن العسقلانی عن ابی جعفر بن محمد بن علی بن رکانة عن ابیه ان رکانة صارع النبی ا فصرعه النبی ﷺ قال رکانة و سمعت النبی ﷺ یقول ثم فرق ما بیننا وبین المشرکین العمائم علی القلانس۔

ترجمہ: امام ابوجعفر محمد بن رکانہ ﷺ نے اپنے والد سے روایت کی ہے کہ انہوں نے نبی کریم ﷺ سے کشتی لڑی نبی کریم ﷺ نے انہیں پچھاڑ دیا۔ میں نے حضور ﷺ کوفرماتے سنا کہ ہمارے اور مشرکین کے درمیان ٹوپیوں پر عمامے باندھنے چکا فرق ہے۔(یعنی مشرکین بغیرٹوپی کے عمامہ باندھتے ہیں اورہم ٹوپی پر)

(سنن ابی داؤد ج۴ص۵۵رقم الحدیث ۴۰۷۸مطبوعہ دارالفکر بیروت)، (مسند ابی یعلی ج۳ص۵ رقم الحدیث ۱۴۱۲مطبوعہ دارالمامون للتراث دمشق)، (طبرانی کبیر ج۵ص۱۷رقم الحدیث ۴۶۱۴ مطبوعہ مکتبة العلوم والحکم الموصل)، (غایة الاحکام فی احادیث الاحکام ج۳ص۱۲۲رقم الحدیث ۵۱۸۹مطبوعہ دارالکتب العلمیہ بیروت)

امام محمد بن عیسیٰ ابو عیسیٰ ترمذی ۲۷۹ھ اس روایت کے بعد لکھتے ہیں۔

قال ابو عیسی هذا حدیث حسن غریب واسناده لیس بالقائم ولا نعرف ابا الحسن العسقلانی ولا بن رکانة۔

ترجمہ :یعنی اس حدیث کی اسناد قائم نہیں اور ہم ابوالحسن عسقلانی اور ابن رکانہ کو جو اس حدیث کے راوی ہیں پہچانتے نہیں۔

(سنن الترمذی باب العمائم علی القلانس ج۴ ص۲۴۷ رقم الحدیث ۱۷۸۴ مطبوعه داراحیاء التراث العربی بیروت)

امام المحد ثین محمد بن اسماعیل بخاری متوفی ۲۵۶ھ لکھتے ہیں۔

محمد بن رکانة القرشی اسناده مجهول لا یعرف سماع بعضه من بعض۔

(التاریخ الکبیر ج۱ ص۸۲ برقم ۲۲۱ مطبوعه دارالفکر بیروت)

امام شمس الدین محمد بن احمد ذہبی متوفی ۷۴۸ھ لکھتے ہیں۔

لم یصح حدیث ابن رکانة انفرد به ابوالحسن شیخ لایدری من هو؟ متنه فرق ما بیننا وبین المشرکین العمائم علی القلانس۔

(میزان الاعتدال فی نقد الرجال ج۶ ص ۱۴۵ برقم ۷۵۲۸ مطبوعه دارالکتب العلمیة بیروت)

فقیہ اعظم ابوالخیر محمد نوراللہ نعیمی رحمۃ اللہ علیہ کا جواب

فقیہ اعظم ابوالخیر محمد نوراللہ نعیمی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں۔

اس حدیث سے استدلال کرتے ہوئے کئی صاحبان تشدد کرتے ہیں کہ نماز میں سر پر ٹوپی اور عمامہ دونوں ہونے ضروری ہیں صرف عمامہ یا صرف ٹوپی سے نماز پڑھنا سخت ناپسند جانتے ہیں بلکہ بعض تو جھگڑے اور فساد پر اتر آتے ہیں حالانکہ یہ خیال اور استدلال صحیح نہیں۔

اولاً یہ حدیث اسناد کے لحاظ سے ضعیف اور کافی کمزور ہے اس کے دو راوی مجہول ہیں ترمذی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں واسناده لیس بالقائم ولا نعرف ابا الحسن العسقلانی ولا ابن

رکـــانۃ یعنی اس حدیث کی اسناد قائم نہیں اور ہم ابوالحسن عسقلانی اور ابن رکانہ کو جو اس حدیث کے راوی ہیں پہچانتے نہیں۔ وقد قررہ المولی العلی القاری فی شرح الشمائل ص ۱۲۶ جلد اول زرقانی علی المواهب ص ۱۴ جلد ۵ وزاد ومن ثم قال السخاوی هو واہ یعنی امام سخاوی فرماتے ہیں کہ یہ حدیث بہت کمزور ہے۔ امام ذہبی میزان الاعتدال ص ۳۵۲ جلد ۳ میں ابن رکانہ اور ابوالحسن عسقلانی کو غیر معروف قرار دیتے ہوئے فرماتے ہیں لایعرف (ابن رکانة) تفرد عنه ابو الحسن العسقلانی فمن ابو الحسن الخ تقریب التهذیب ص ۵۷۹ میں ہے ابوجعفر (دت) بن محمد بن رکانۃ مجهول نیز ص ۵۸۲ میں ہے ابوالحسن (دت) العسقلانی مجهول تو ایسی کمزور اسناد والی حدیث سے اکیلی ٹوپی یا عمامے کا مکروہ ہونا ثابت نہیں ہوسکتا ہاں ٹوپی پر عمامے کا مستحسن ہونا ثابت ہوسکتا ہے۔ مگر ترک استحسان مستلزم کراہت نہیں۔

ثانیاً یہ حدیث نماز کے ساتھ خاص نہیں اور نہ ہی اس میں نماز کا ذکر ہے بلکہ مطلقاً لباس سر کا بیان ہے لہٰذا ائمہ حدیث ترمذی ابوداؤد وغیرہما نے اسے عام لباس کے بیان میں ذکر فرمایا ہے تو خارج نماز کے لئے بھی یہ اہتمام ضروری سمجھا جاتا کہ ہر وقت سر پر عمامہ بمع ٹوپی رہے حالانکہ یوں نہیں تو معلوم ہوا کہ مستحسن ہے۔

ثالثاً ٹوپی پر عمامہ کا ہمارے اور مشرکین کے درمیان فرق بننا یہ تقاضا نہیں کرتا کہ اور کوئی فرق ہے ہی نہیں بلکہ حقیقت واقعہ یہ ہے کہ ہر علامت اسلام ہی فرق ہے تو اگر اکیلی ٹوپی بھی کسی زمانے میں علامت اسلام بن جائے تو وہ بھی فرق بن جائے گی چنانچہ کافی مدت سے قادری ٹوپی اور ترکی ٹوپی علامت اسلام ہیں اور موجودہ دور میں جناح کیپ تو ایسی ٹوپی کا پہننا جبکہ علامت اسلام ہے اور فرق ہے تو اس حدیث کے منشا کے مخالف کیسے ہوسکتا ہے ہاں گاندھی ٹوپی وغیرہ جو شعار کفار ہیں وہ چونکہ علامت کفر ہیں لہٰذا ممنوع ہیں۔

رابعاً فرق وعلامت اسلام جو اس حدیث کا اصل مقصود ہیں اس کا ہر وقت ظاہر کرنا ضروری نہیں کہ ترک مکروہ ہو کلمہ توحید جو بہت بڑا شعار اسلام ہے اس کا ہر وقت پڑھنا اور وہ بھی بلند آواز سے ضروری نہیں تو عمامہ بمع ٹوپی جیسا عمومی شعار ہر وقت قائم رکھنا کیونکر ضروری ہو اور

جب ہر وقت ضروری نہیں تو نماز یا ہر نماز میں کیونکر ضروری ہوگا؟

خامساً خود نماز ہی اسلام کی ایسی زبردست علامت ہے کہ نمازی جب نماز پڑھ رہا ہو تو ہر ایک دیکھنے والا اسے مسلمان سمجھتا ہے وذا مما لا یخفی بحکم القرآن والاحادیث الکریمۃ قرآن کریم فرماتا ھے اقیموا الصلوۃ ولا تکونوا من المشرکین اور حدیث میں آیا بین العبد وبین الکفر ترك الصلوۃ تو اگر نمازی کے سر پر ٹوپی وعمامہ بھی ہو تو تب بھی روز روشن کی طرح وہ فرق واضح ہوتا ہے تو اس لحاظ سے نماز کے باہر ٹوپی پر عمامے کا ہونا فرق کرنے کے لئے ہونا چاہئے کہ نماز تو خود ہی فرق ہے حالانکہ یہ نہیں کہتے۔

سادساً وسابعاً ہو سکتا ہے کہ اس حدیث سے مراد یہ ہو کہ عمامہ ٹوپی پر پہننے کو جائز سمجھنا فرق ہے تو صرف یہ جائز سمجھنا ہی کافی ہوگا بالفعل پہننے کی ضرورت نہیں ہوگی یا یہ مراد ہو کہ اس خاص زمانِ اقدس میں فرق ہے۔اور جب بعد میں اکیلی ٹوپی بھی فرق بن گئی تو وہ بھی کافی ہوگا کما قال مولانا علی القاری فی المرقاۃ ص ۲۳۷ جلد ۲ تحت حدیث خالفوا الیھود فانھم لایصلون فی نعالھم نصه او الادب فی زماننا عند عدم الیھود والنصاری او عدم اعتبارھما الخلع ثم بسنح لی ان معنی الحدیث خالفوا الیھود فی تجویز الصلوۃ مع النعال والخفاف فانھم لایصلون ای لا یجوزون الصلوۃ فیھما ولا یلزم منه الفعل۔اور ان وجوہ کی تائید ایک وجہ ثامن سے ہو رہی ہے فاستمع بقلب شھید۔

ثامناً جواب دوم میں روز روشن کی طرح واضح کیا گیا ہے کہ محبوب مکرم ﷺ اکیلا عمامہ شریف اور اکیلی ٹوپی شریف پہنا کرتے تھے تو یہ بھی سنت بنی حالانکہ حضور پرنور ﷺ کی کوئی سنت بھی علامت کفر نہیں بن سکتی تو یہ کیسے علامت کفر یا ناجائز بن سکتے ہیں ہاں جو خاص ٹوپی یا کسی خاص شکل کا عمامہ شعار کفار بن جائے تو اس عارضے کے سبب اس کا استعمال ہمارے لئے ناجائز ہوگا جو اسی کے ساتھ خاص ہوگا لہٰذا ائمہ کرام وفقہائے عظام (جو معانی احادیث اچھی طرح سمجھتے ہیں اور آیات واحادیث سے ہی ہمارے مسائل کا استنباط کیا کرتے ہیں) نے کسی کتاب میں بھی یہ نہیں فرمایا کہ اکیلی ٹوپی یا اکیلا عمامہ پہن کر نماز مکروہ ہے اور نہ ہی یہ فرمایا کہ نماز میں عمامہ

بمع ٹوپی پہننا ضروری ہے تو روز روشن کی طرح واضح ہوگیا کہ اگر یہ حدیث حضرت رکانہ ﷜ فی الواقع ثابت ہے تو اس کا ہرگز ہرگز یہ منشا نہیں جو وہ صاحبان سمجھتے ہیں وذلك مما لاریب فیها اصلاً بلکہ ہمارے ائمہ ومشائخ عظام تصریح فرماتے ہیں کہ نماز کے لئے کامل درجے کا مستحب لباس یہ ہے کہ مرد قمیص تہبند، عمامہ میں پڑھے جو تین کپڑے ہیں۔ خلاصة الفتاویٰ ص۴۳ جلد۱ بدائع الصنائع ص۲۱۹ جلد۱ البحر الرائق ص۲۵ جلد۲ منية المصلی اور غنية المستملی ص۳۳۷ فتاویٰ ھندیه ص۳۱ جلد۱ طحطاوی علی الدر ص۲۷۰ جلد۱ میں بالفاظ متقاربہ ہے المستحب ان یصلی الرجل فی ثلاثة اثواب قمیص وازار وعمامة بدائع الصنائع میں اضافه فرمایا کذا ذکره الفقیه ابو جعفر الهندوانی فی غریب الروایة عن اصحابنا اور یہ تاویل کہ عمامہ سے مراد ٹوپی پر عمامہ ہے محض غلط ہے کہ عمامہ کا معنی عمامہ بمع ٹوپی ہرگز نہیں نیز ٹوپی کے ساتھ کپڑے تین نہیں رہیں گے بلکہ چار بن جائیں گے تو واضح ہوا کہ اکیلے عمامہ کے ساتھ ستر سر کمال استحباب کے ساتھ حاصل ہوجاتا ہے تو اس سے بھی اور وضاحت ہوتی ہے کہ اس حدیث سے متشددین حضرات کا وہ استدلال محض غلط ہے اور یہ بھی واضح ہوا کہ جب اکیلا عمامہ مکروہ نہیں تو اکیلی ٹوپی بھی مکروہ نہیں ہوسکتی۔ اذ لافارق بینهما فی عدم کون العمامة علی القلنسوة بلکہ ننگے سر کی بہ نسبت افضل و مستحسن ھے کما مر التصریح به عن الدرر وغیرهما مِر چونکه عمامه میں زینت نسبتاً زیادہ ھوتی ھے تو وہ کامل مستحب ھوا پھر جب اکیلے عمامه سے استحباب کامل حاصل ھوجاتا ھے تواگر عمامه ٹوپی پر ھو تو بطریق اولیٰ حاصل ھو گا که اس میں زینت مطلوبه میں کمی ھر گز نھیں ھوتی اور اس حدیث کے ظاھری معنے پر بھی عمل ھو گا نیز یه بھی اظھر من الشمس ھے که کامل مستحب کی نفی سے مطلق مستحب کی نفی نھیں ھوتی اور یه که مستحب کا انتفاء مستلزم کراھت نھیں که مکروہ تنزیھی کے لئے بھی دلیل خاص کی ضرورت ھوتی ھے چه جائیکه تحریمی شامی ص۶۱۱ جلد نمبر(۱) میں ہے لایلزم من ترك المستحب

ثبوت الکراھة اذ لابدلھا من دلیل خاص نیز وہیں ہے لان الکراھة حکم شرعی فلا بد له من دلیل۔

واللہ تعالیٰ اعلم وصلی اللہ تعالیٰ علی حبیبه واله وصحبه وبارك وسلم۔

(فتاویٰ نوریه ج اص ۵۰۶تا۵۰۹ ناشر دارالعلوم حنفیه فریدیه بصیر پور)

ایک اعتراض اور اس کا جواب

اعتراض: آپ نے جوٹوپی کے ثبوت پر دلائل پیش کیے ہیں ان میں ٹوپی کا اثبات تو ہے مگر عمامہ کی نفی کا ذکر نہیں اس لئے ان دلائل سے صرف ٹوپی کا اثبات درست نہیں۔

جواب: یہ اعتراض لغو ہے اس لئے ہمارے پیش کردہ دلائل میں صرف ٹوپی کا ثبوت موجود ہے مختصراً چند دلائل دوبارہ ملاحظہ فرمائیں:

امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں۔

وکان یلبس القلانس تحت العمائم وبغیر عمامة۔

ترجمہ: حضور ﷺ عمامہ کے نیچے ٹوپی پہنتے تھے اور بغیر عمامہ کے بھی (ٹوپی پہنتے تھے)۔

(اتحاف سادۃ المتقین کتاب آداب المعیشة واخلاق النبوۃ ج۸ص۲۵۴۔۲۵۵مطبوعه دارالکتب العلمیه بیروت)، (سبل الھدی والرشاد ج۷ص۲۷۲مطبوعه دارالکتب العلمیة بیروت)

امام جلال الدین سیوطی متوفی ۹۱۱ھ روایت کرتے ہیں۔

کان یلبس القلانس تحت العمائم وبغیر العمائم۔

ترجمہ: حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ حضور ﷺ عمامے کے نیچے ٹوپی پہنتے تھے اور عمامہ کے بغیر بھی ٹوپی پہنتے تھے۔

(الجامع الصغیر فی احادیث البشیر النذیر حرف الکاف ج ۲ص ۴۴۰رقم الحدیث ۱۶۸۷مطبوعه دارالکتب العلمیه بیروت)، (الفتح الکبیر فی ضم الزیادۃ الی الجامع الصغیر ج ۲ص ۳۶۵۔۳۶۶رقم الحدیث ۹۵۴۹مطبوعه دارالفکر بیروت)

امام ابوبکر عبداللہ بن محمد بن ابی شیبہ متوفی ۲۳۵ھ لکھتے ہیں۔

حدثنا ابوبکر قال حدثنا معاویة عن ھشام قال رایت علی ابن الزبیر قلنسوة لھا رب کان یستظل بھا اذا طاف بالبیت۔

ترجمہ: حضرت ہشام بیان کرتے ہیں کہ میں نے ابن زبیر رضی اللہ عنہما کو ایک چھجے والی ٹوپی پہنے ہوئے دیکھا بسا اوقات وہ بیت اللہ شریف کا طواف کرتے وقت اس کا سایہ کر لیتے تھے۔(مصنف ابن ابی شیبہ ج۵ص۶۹ رقم الحدیث ۲۴۸۵۶ مطبوعہ مکتبۃ الرشد الریاض)

امام احمد بن حنبل متوفی ۲۴۱ھ روایت کرتے ہیں۔

ورفع راسه حتی سقطت قلنسوة رسول الله ﷺ او قلنسوة عمر رضی اللہ عنہ۔

ترجمہ: آپ ﷺ نے سر انور اتنا اوپر اٹھایا حتیٰ کہ آپ ﷺ کی ٹوپی مبارک گر گئی یا حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی۔(مسند احمد ج ا ص ۲۳ رقم الحدیث ۱۵۰ مطبوعہ موسسة قرطبة مصر)

محمد بن ابی بکر ابن القیم الجوزیہ متوفی ۷۵۱ھ لکھتے ہیں۔

وکان یلبسھا ویلبس تحتھا القلنسوة وکان یلبس القلنسوة بغیر عمامة ویلبس العمامة بغیر قلنسوة۔

ترجمہ: آپ ﷺ اس کو (یعنی عمامہ کو) باندھتے تھے اور اس کے نیچے ٹوپی پہنتے تھے اور کبھی حضور ﷺ بغیر عمامہ کے صرف ٹوپی بھی پہنتے تھے اور کبھی بغیر ٹوپی کے صرف عمامہ بھی زیب تن فرماتے تھے۔

(زادالمعاد فصل فی ملابسہ ا ج ا ص ۱۳۵ مطبوعہ موسسة الرسالة بیروت)،(سبل الھدی والرشاد ج۷ ص۲۷۱ مطبوعہ دار الکتب العلمیة بیروت)

امام ہیثمی رحمۃ اللہ علیہ روایت کرتے ہیں۔

عن عاصم بن کلیب عن ابیه عن خاله قال اتیت النبی ﷺ فی الشتاء فوجدتھم یصلون فی البرانسی والاکسیه وایدیھم فیھا رواه الطبرانی فی الکبیر وجاله موثقون۔

ترجمہ: کلیب کے والد اپنے ماموں سے روایت کرتے ہیں کہ میں نبی کریم ﷺ کی بارگاہ اقدس میں سردیوں کے موسم میں حاضر ہوا۔ وہ سب ٹوپیاں پہنے ہوئے نماز ادا کر رہے تھے اور

چادر اوڑھے ہوئے تھے اور ان کے ہاتھ ان کی چادروں میں تھے۔ اس کو امام طبرانی نے کبیر میں روایت کیا ہے اور اس کے تمام راوی ثقہ ہے۔

(مجمع الزوائد ومنبع الفوائد ج ۲ ص ۵۱ مطبوعه دارالکتاب العربی بیروت)

امام محمد بن اسماعیل بخاری متوفی ۲۵۶ھ روایت کرتے ہیں۔

حدثنا ادم قال حدثنا ابن ابی ذئب عن نافع عن ابن عمر رضی الله عنهما عن النبی ﷺ و عن الزهری عن سالم عن ابن عمر عن النبی ﷺ ان رجلاً ساله ما یلبس المحرم؟ فقال لا یلبس القمیص ولا العمامة ولا السراویل ولا البرنس ولا ثوباً مسه الورس او الزعفران فان لم یجد النعلین فلیلبس الخفین ولیقطعهما حتی یکونا تحت الکعبین۔

ترجمه: ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں ایک شخص نے حضور ﷺ سے سوال کیا محرم کیا پہنے؟ آپ ﷺ نے فرمایا وہ قمیص نہ پہنے اور عمامہ نہ پہنے اور شلوار نہ پہنے اور نہ ٹوپی پہنے اور نہ ایسا کپڑا پہنے جس کو زعفران یا ورس سے رنگا ہوا ہو پس اگر اس کو جوتے نہ ملیں تو وہ موزے پہن لے اور ان کو کاٹ لے حتیٰ کہ وہ ٹخنوں کے نیچے ہو جائیں۔

(بخاری شریف ج ۱ ص ۲۰۹، ج ۲ ص ۸۶۴ مطبوعه قدیمی کتب خانه کراچی)(مسند احمد ج ۲ ص ۶۳ رقم الحدیث ۵۳۰۸ مطبوعه موسسة قرطبة مصر)

امام مسلم بن الحجاج متوفی ۲۶۱ھ روایت کرتے ہیں۔

عن ابن عمر رضی الله عنهما ان رجلا سال رسول الله ﷺ ما یلبس المحرم من الثیاب فقال رسول الله ﷺ لا تلبسوا القمیص ولا العمائم ولا السراویلات ولا البرانس ......۔ (صحیح مسلم ج ۲ ص ۸۳۴ رقم الحدیث ۱۱۷۷ مطبوعه داراحیاء التراث العربی بیروت)

اس سے معلوم ہوا کہ صحابہ کرام ﷺ ٹوپی پہنتے تھے اور ٹوپی پہننے کا رواج عام تھا اس لئے حضور ﷺ نے محرم کے لئے منع فرمایا۔ ان دلائل کے علاوہ اور بہت سے دلائل موجود ہیں اسی پر اکتفاء کیا جاتا ہے۔

آٹھواں باب

عمامہ شریف کا شرعی حکم

عمامہ شریف حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت متواترہ ہے۔

تاجدار بریلی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

تاجدار بریلی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ لکھتے ہیں:

عمامہ حضور پرنور سید عالم ﷺ کی سنت متواترہ ہے جس کا تواتر یقیناً سرحد ضروریات دین تک پہنچا ہے۔(فتاویٰ رضویہ جدید ج۶ ص۲۰۸ مطبوعہ رضا فاونڈیشن لاهور)

نیز لکھتے ہیں۔

اس کا انکار کس درجہ اشد واکبر ہوگا اس کا سنت ہونا متواتر ہے اور سنت متواترہ کا استخفاف کفر ہے۔وجیز کردری پھر نہر الفائق پھر رد المحتار میں ہے:

لو لم السنة حقا كفر لانه استخفاف۔

ترجمہ:اگر کوئی شخص سنت کو حق و سچ نہیں جانتا تو اس نے کفر کیا کیونکہ یہ اس کا استخفاف ہے۔

(فتاویٰ البزازیة مع الفتاوی الهندیة نوع فی السنن من کتاب الصلوۃ ج۴ ص۲۸ مطبوعہ نورانی کتب خانہ پشاور)، (فتاویٰ رضویہ جدید ج۶ ص۲۰۹۔۲۱۰ مطبوعہ رضا فاونڈیشن لاهور)

محدث کتانی رحمۃ اللہ علیہ

محدث کبیر سید محمد بن جعفر کتانی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں۔

یوخذ من الاحادیث السابقة و اللاحقة ندبها بل وتاكدها اقتداء بالنبی ﷺ ولانها من شعار الاسلام والمسلمین ولما فیها من التمییز بیننا وبین الکفار ومن التجمل وقد ذکر صاحب محاضرة الاوائل عن بعض شراح الشمائل حدیث تعمموا تزدادوا جمالاً وتزداد تاكداً للصلاة وخصوصاً الجمعة ولحضور المساجد وخصوصاً المساجد

الثلاثة ولحضور مجامع الناس وبعد ما ذكر الشيخ عبدالروف المناوى فى شرح الجامع انه يتاكد ندبها للصلاة قال ولا يعارضه حديث ائتو المساجد حسرا ومعصبين لان القصد به اتيان المساجد للصلاة كيف كان وانه لاعذر فى التخلف عنها بفقد عمامة وان كان التعمم عند اسكانه وقال ايضاً فى شرح الشمائل ما نصه والعمامة سنة لاسيما للصلاة ولقصد التجمل لاخبار كثيرة فيها واشتداد ضعيف كثير منها يجبره كثرة طرقها وزعم وضع اكثرها تساهل قال وتحصل السنة بكونها على الراس او قلنسوة تحتها واختصره الباجورى فى شرحها بقوله والعمامة سنة لا سيما للصلاة ولقصد التجمل لاخبار كثيرة فيها وتحصل السنة بكونها على الراس او على قلنسوة تحتها وقال العارف بالله الخفى فى حاشية الجامع الصغير لبس العمامة سنة للتمييز بيننا وبين الكفار وتكون بقدر عادة اهل البلدة وقال الهيتمى فى در الغمامة هى سنة للصلاة ولقصد التجمل وان اوهم بعض العبادات خلاف ذلك الا ان يحمل على من فعلها لغير ذلك فانه يباح وقد يكره وقد يحرم كما يعلم مما ياتى وذلك للاحاديث الكثيرة فيها ولا يضر ضعفها وان اشتد فى كثير منها لان كثرة طرقها يجبره ذلك وقول ابن الجوزى وغيره فى كثير منها انه موضوع بالنسبة لطريق من تلك الطرق وهذا اولى ممن بالغ فى الرد على ابن الجوزى وغيره فى ذلك وان عرف الاول بالتساهل الكثير فى موضوعاته كما عرف ابو عبدالله الحاكم فى مستدركه بالتساهل الكثير فى الحكم بالصحة وانه على شرطهما او شرط احدهما مع كونه اضعف الضعيف وقال فى تحفة المحتاج بشرح المنهاج ما نصه وتسن العمامة للصلاة ولقصد التجمل للاحاديث الكثيرة فيها واشتداد ضعف كثير منها يجبره كثرة طرقها وزعم وضع كثير منها تساهل كما هو عادة ابن الجوزى هنا والحاكم فى التصحيح الا ترى الى حديث اعتموا تزدادوا حلماً حيث حكم ابن الجوزى بوضعه والحاكم بصحته استرواحاً منهما على عادتهما وياتى عن ابن العربى انها سنة المسلمين اى طريقتهم وزيهم وهياتهم للمومن وعز للعرب وما كان بهذه الاوصاف ينبغى ان يكون مطلوب اكيد الطلب وقد اخرج ابن عساكر

فی تاریخه عن مالك قال لاینبغی ان تترك العمامة ولقد اعتممت وما فی وجهی شعرة وفی المدارك قال ابو مصعب سمعت مالكا یقول انی لا اذكر وما فی وجهی طاقة شعر وما منا احد یدخل المسجد الا معتما اجلالاً لرسول الله ﷺ وفی شرح الشمائل لابن مخلص نقلا عن شرح الموطأ المسمی بالمختار الجامع بین المنتقی والاستذ كار قال مالك العمة والاحتباء والانتعال من عمل العرب و كانت العمة قف اول الاسلام ثم لم تزل حتی كان هؤلاء القوم یعنی ولاه بنی هاشم فتر كناها خوفاً من خلافهم لانهم لم یلبسوها ولم ادرك احداً من اهل الفضل الا وهم یعتمون و كنت اری فی حلقة ربیعة وهو شیخ مالك احدا وثلاثین رجلا معتمین وانا منهم و كان ربیعة لا یتر كها حتی تطلع الثریا وقال ربیعة انی لاجدها ترید فی العقل وفی المدخل فی فضل اللباس ما نصه وقد نقل عن مالك رحمه الله انهم كانوا یعتمون حتی تطلع الثریا ومعنی ذلك ان طلوعها انما یكون فی زمن الحر فیزیلونها عن رؤسهم قال ومن فعل مثل هذا فی هذا الزمان كانه ابتدع بدعة فی الدین حتی لنهم لیردون شهادته ویقعون فی حقه بنسبته انه داخل به لك فی جملة المولهین وانه لیست له مرؤة بسبب ما ارتكت من ذلك فرجع فعل السلف جرحة فی حق من اقتدی بهم والله اعلم۔

(الدعامة لمعرفة احكام سنة العمامة ذكر حكم الشارع فی لبسها ص ۱۴تا۱۷مطبوعه مكتبة العلم الاسلامی شام الطبعة الاولی ۱۳۴۲ھ)

شیخ الحدیث محمد زکریا دیوبندی

شیخ الحدیث محمد زکریا دیوبندی لکھتے ہیں۔

عمامہ کا باندھنا سنت مستمرہ ہے۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے عمامہ باندھنے کا حکم بھی نقل کیا گیا ہے چنانچہ ارشاد ہے کہ عمامہ باندھنا سنت ہے انہوں نے فرمایا ہاں سنت ہے۔ (عینی) ایک حدیث میں آیا ہے کہ عمامہ باندھا کرو عمامہ اسلام کا نشان ہے اور مسلمان اور کافر میں فرق کرنے والا ہے۔ (عینی) (شمائل ترمذی مع اردو شرح خصائل نبوی ا ص ۸۸ مطبوعہ دارالاشاعت کراچی)

مصنف کا موقف

ہمارے علم اور تحقیق کے مطابق صحیح یہی ہے کہ عمامہ شریف واجب یا سنت موکدہ نہیں۔ ہمارے مطالعہ مین کسی محدث یا مستند فقیہ کا ایسا قول نہیں جنہوں نے عمامہ شریف کو واجب کہا ہو۔ اور بعض علماء جو سنت موکدہ کے قائل ہیں ان کے چند رسائل ہمارے سامنے ہیں انہوں نے بھی عمامہ کے سنت موکدہ ہونے پر کوئی دلیل ذکر نہیں کی۔ ایک عبارت علامہ ابراہیم بیجوری رحمۃ اللہ علیہ کی پیش کی ہے تو اس کا جواب یہ ہے کہ ابراہیم بیجوری رحمۃ اللہ علیہ کے قول سے سنت موکدہ ثابت نہیں ہو سکتی یہ کوئی دلیل نہیں اور ان کا یہ قول بھی شملہ کے بارے میں ہے اور ان کتابوں میں خیانت کر کے عمامہ کے بارے میں لکھ دیا ہے دیکھئے ان رسالوں میں یہ عبارت اس طرح ہے:

ان العمامة سنة موكدة محفوظة لم يتر كها الصلحاء۔

ترجمہ: عمامہ سنت موکدہ محفوظہ ہے جسے صلحاء نے ترک نہیں کیا۔ (بیجوری)

جب کہ اصل عبارت یہ ہے:

واشار بذلك الى انه سنة موكدة محفوظة لم يتركها الصلحاء وبالجملة فقد جاء في العذبة احاديث كثيرة ما بين صحيح وحسن۔

ترجمہ: یہ (شملہ لٹکانا) سنت موکدہ محفوظہ ہے صلحاء نے اس کو ترک نہیں فرمایا شملے کے بارے میں صحیح اور حسن روایتیں آئی ہیں۔

(المواهب اللدنية على الشمائل المحمدية للبيجوری ص١٠١ فاروقی کتب خانه ملتان)

اور دوم اگر عمامہ شریف کو سنت موکدہ قرار دیا جائے تو ٹوپی پہن کر نماز پڑھنے والا گنہگار ہوگا اس لیے کہ تارک سنت موکدہ قرار پائے گا جو درست نہیں اور اس کی نسبت معاذ اللہ ثم معاذ اللہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف بھی ہوگی اس لیے حضور صلی اللہ علیہ وسلم بھی ٹوپی پہنتے تھے جیسے کہ ہمارے فقہاء کرام رحمہم اللہ بیان کرتے ہیں:

امام فخر الدین عثمان بن علی متوفی ۷۴۳ھ اور علامہ زین الدین بن نجیم متوفی ۹۷۰ھ لکھتے ہیں۔

ولا باس بلبس القلانس لما روی ان النبی ﷺ کان له قلانس بلبسها وقد صح ذلك فی الذخیرة۔

ترجمہ:ٹوپی پہننے میں حرج نہیں آپ ﷺ کی ٹوپیاں تھی۔اسی طرح ذخیرہ میں ہے۔

(تبین الحقائق شرح کنز الدقائق مسائل شتیٰ ج۶ ص۲۲۸۔۲۲۹مطبوعہ مکتبہ امدادیہ ملتان)

(البحر الرائق ج۸ص۴۸۷مطبوعہ مکتبہ رشیدیہ کوئٹہ)

ان کے علاوہ باقی دلائل آپ پہلے ٹوپی کے ثبوت میں ملاحظہ فرما چکے ہیں اوراسی طرح صحابہ کرام ﷺ تابعین کرام رحمہم اللہ بھی اس فتویٰ کی زد میں آئیں گے جیسے کہ اس روایت میں ہے:

عن عاصم بن کلیب عن ابیه عن خاله قال اتیت النبی ﷺ فی الشتاء فوجدتهم یصلون فی البرانسی والاکسیه وایدیهم فیها رواه الطبرانی فی الکبیر وجاله موثقون۔

ترجمہ:کلیب کے والد اپنے ماموں سے روایت کرتے ہیں کہ میں نبی کریم ﷺ کی بارگاہ اقدس میں سردیوں کے موسم میں حاضر ہوا۔وہ سب ٹوپیاں پہنے ہوئے نماز ادا کررہے تھے اور چادر اوڑھے ہوئے تھے اوران کے ہاتھ ان کی چادروں میں تھے۔اس کو امام طبرانی نے کبیر میں روایت کیا ہے اوراس کے تمام راوی ثقہ ہے۔

(مجمع الزوائد ومنبع الفوائد ج۲ص۵۱مطبوعہ دارالکتاب العربی بیروت)

اب ان الفاظ پرغورفرمائیں یصلون فی البرانسی یعنی وہ سب صحابہ کرام ﷺ ٹوپیاں پہنے ہوئے نماز ادا کررہے تھے۔اس سے معلوم ہوا کہ ٹوپی پہن کرنماز پڑھنے میں کوئی کراہت نہیں اورعمامہ شریف سنت موکدہ نہیں تاہم عمامہ شریف پہن کرنماز پڑھنے کا جودرجہ ہے وہ ٹوپی پہن کرنماز پڑھنے میں نہیں۔اورعمامہ شریف پہن کرنماز پڑھنے کا جومقام ودرجہ ہے وہ ہم پہلے بیان کرچکے ہیں۔

محدث کوٹلوی رحمۃ اللہ علیہ کی تحقیق

اس مسئلہ کے حرف آخر کے لئے ہم محدث ابو یوسف محمد شریف کوٹلوی رحمۃ اللہ علیہ کاایک تحقیقی فتویٰ فیض احمد اویسی مدظلہ العالی کی کتاب ''ٹوپی اورنماز'' سے پیش کرتے ہیں۔

محدث ابو یوسف محمد شریف کوٹلوی رحمۃ اللہ علیہ بیان کرتے ہیں:

۵ ذی الحج کے پرچے میں میں نے ٹوپی کے ساتھ نماز پڑھنے کے متعلق لکھا تھا کہ عمامہ احسن اور افضل ہے لیکن ٹوپی کے ساتھ نماز پڑھانا بغیر کراہت درست ہے اگر چہ ترک اولیٰ ہے اور ترک اولیٰ مستلزم کراہت کو نہیں اس جواب پر میرے مکرم و معظم دوست جناب مولوی قاضی فضل احمد صاحب اور ہسایونی نے ۲۱محرم مطابق ۱۵ اکتوبر کے الفقیہ میں تعاقب فرمایا ہے آپ نے مجھے ہدایت فرمائی ہے کہ میں اپنے فتوے میں بغور نظر ثانی کروں اور اس بحث میں قاضی صاحب موصوف اور محدث پیلی بھیتی کے مؤلفات کا مطالعہ کروں پس سنئے حسب ارشاد اپنے فتوے پر نظر ثانی کی اور قاضی صاحب کا رسالہ اور مولانا وصی احمد مرحوم کا رسالہ اور قاضی صاحب کا مضمون مندرجہ اخبار میں پڑھا مجھے کوئی ایسی روایت فقہ کی کسی معتبر کتاب کے حوالے سے نہ ملی جس میں ٹوپی کے ساتھ نماز کو پڑھنا مکروہ ہوتا ہوا گر ایسا ہوتا تو ضرور مکروہات نماز میں کوئی تو لکھتا سنئے کتب فقہ کے ابواب مکروہات نماز کو بغور دیکھا مگر ٹوپی کے ساتھ نماز پڑھنے کی کراہت کسی معتبر کتاب کے حوالے سے نہ ملی مکرمی جناب قاضی صاحب کی پیش کردہ آیات واحادیث وعبارات فقہاء سے اگر کچھ ثابت ہوتا ہے تو صرف یہی کہ عمامہ احسن افضل ہے جس کو ہم بھی مانتے ہیں اگر چہ جواب اتنا ہی کافی ہے لیکن ہم مزید توضیع کے لیے ذرا تفصیل کرتے ہیں۔

حضرات فقہاء علیہم الرحمۃ نے تین کپڑوں میں نماز پڑھنا مستحب لکھا ہے اور وہ تین کپڑے نہ تہبند، کرتا، دستار بیان کیے ہیں اب دیکھنا یہ ہے کہ کیا یہی تین کپڑے نماز کے مستحب ہونے کے لیے ضروری ہیں یا اس میں تغیر تبدل بھی ہوسکتا ہے، پس بجائے تہبند کے اگر کوئی پاجامہ پہنے یا بجائے کرتے کے کوئی شخص چادر اوپر لے لے یا چوغہ یا کوٹ یا انگرکھی کی پہن لے تو کیا اس کی نماز بسبب ترک ازار یا ترک قمیص جو مستحب کپڑے تھے مکروہ ہوگی؟

خود قاضی صاحب نے منیہ کی عبارت کے ترجمہ میں ازار کی جگہ پاجامہ کی بھی اجازت لکھی ہے اور مولانا وصی احمد مرحوم نے بھی منیہ ص ۳۴۹ کے حاشیہ میں سراویل لکھا ہے جس سے معلوم ہوا کہ بجائے ازار کے اگر سراویل ہو تو بھی استحباب ادا ہوجاتا ہے صحیح بخاری میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ایک شخص کے جواب میں فرمایا:

(صلے رجل فی ازار ورداء او وقمیص فی ازار وقباء فی سراویل ورداء فی سراویل وقمیص الحدیث)

جس سے معلوم ہوا کہ بجائے ازار اگر پاجامہ ہو اور بجائے قمیص چادر یا قبا تو بھی ہوسکتا ہے علامہ عینی شرح صحیح بخاری کے ص ۲۳۵ ج ۲ میں اس حدیث کی شرح میں فرماتے ہیں:

ولم يقصد بذلك العدد الحصر بل الحق بذلك ما يقوم مقامه۔

یعنی اس عدد میں حضرت عمرؓ نے حصر کا قصد نہیں کیا بلکہ جو کپڑا جس کپڑے کے قائم مقام ہوا اس کو اس کے ساتھ ملحق فرمایا۔ مولانا وصی احمد مرحوم شرح منیہ کے ص ۳۴۹ میں تحفہ اور بدائع سے نقل کرتے ہیں اما المستحب فھو ان یصلی فی ثلثة اثواب ازار ورداء عمامة پھر آگے فرماتے ہیں وقال محمد ان المستحب للرجل ان یصلی فی ثوبین ازار ورداء یعنی مستحب ہے کہ تین کپڑوں میں تہبند اور چادر پگڑی میں نماز پڑھے کہا امام محمد رحمۃ اللہ علیہ نے دو کپڑوں میں نماز مستحب ہے چادر اور تہبند میں اس سے بھی معلوم ہوا کہ بجائے قمیص چادر ہو تو یہی مستحب ادا ہو جاتا ہے تو ثابت ہو گیا کہ یہ جو فقہاء نے تہبند کرتا اور پگڑی کے ساتھ نماز پڑھنا مستحب لکھا ہے اس کا یہ مطلب ہرگز نہیں کہ ضرور یہی کپڑے ہوں بلکہ ان کے قائم مقام اگر دوسرے کپڑے بھی ہوں تو استحباب ادا ہو جاتا ہے ازار ہو یا اس کی جگہ پاجامہ، کرتا ہو یا اس کی جگہ چادر، قبا ہو پس اس طرح پگڑی ہو یا اس کی جگہ ٹوپی ہو یا چادر سے ہر صورت میں نماز بلا کراہت ادا ہو جائے گی۔

یہی وجہ ہے کہ حضرات فقہاء علیہم الرحمۃ نے تمام بدن کو ڈھانک کر ایک کپڑے سے نماز پڑھنا بھی جائز بلا کراہت لکھا ہے چنانچہ بحر الرائق ص ۲۵ جلد ۲ میں ہے۔

الخلاصة وغيرها لاباس ان يصلي الرجل في ثوب واحد متوشحأبه جميع بدنه ويوم كذلك والمستحب ان يصلي الرجل في ثلثة اثواب قميص وازار وعمامة اما لوصلي في ثوب واحد متوشحابه جميع بدنه كا ازارا لميت تجوز صلاته من غير كراهة انتهى۔

یعنی ایک کپڑے میں سارا بدن ڈھانک کر نماز پڑھنا اور پڑھانا بغیر کراہت جائز ہے اس عبارت کے متعلق قاضی صاحب فرماتے ہیں کہ کلمه ویوم کذلك غالباً بحر الرائق میں بھی نہ ہو میں کہتا ہوں بحر الرائق میرے پاس موجود ہے ص ۲۸ ج ۲ میں یہ عبارت بعینہٖ دیکھ سکتے ہیں مولانا وصی احمد شرح منیہ کے ص ۳۴۸ میں ابن امیر الحاج کے حوالے سے ازار کے متعلق لکھتے ہیں۔

اما لو كان طويلا يمكن التوشيح به بروصبلے اوصلي في قميص واحد جازت

صلاتہ من غیر کراھۃ کما مرحوا بہ ودلت علیہ السنۃ انتہی۔

یعنی اگر ازار اتنا لمبا ہو کہ اس سے بدن ڈھانپا جا سکے یا ایک ہی قمیص میں نماز پڑھے تو نماز بلا کراہت جائز ہے جیسے کہ فقہاء نے تصریح کی اور سنت نے اس پر دلالت کی اس طرح عالمگیری ص ۴۵ ج ۱ جواز بلا کراہت کی تصریح ہے اس طرح کبیری شرح منیہ ص ۳۴۷ میں ہے لیکن صاحب کبیری نے قاضی صاحب کی دو باتوں کا جواب یہی دے دیا ہے قاضی صاحب لکھتے ہیں کہ ایک کپڑے میں نماز کی اجازت کپڑا نہ ملنے کی وجہ سے ہے دوسری یہ کہ مستحب کے ترک سے کراہت پیدا ہوتی ہے صاحب کبیری فرماتے ہیں۔

ولو صلی فی ثوب واحد متوسحابہ جمیع بدنہ کما یفعلہ القصار فی المقصرۃ جاز فی المقصرۃ جاز من غیر کراھۃ مع تیسر وجود الطائر الذائد ولکن فیہ ترک استحباب انتہی۔

یعنی اگر ایک کپڑے میں نماز بدن ڈھانپ کر باوجود میسر ہونے پاک کپڑے زائد کے نماز پڑھ لے تو جائز بلا کراہت ہے لیکن اس میں مستحب کا ترک ہے تو معلوم ہوا کہ ترک مستحب سے کراہت لازم نہیں آتی کیونکہ ایک کپڑے میں سارا بدن ڈھانپ کر نماز پڑھ لینا ترک مستحب ہے مگر مکروہ نہیں ہے اور یہ بھی معلوم ہوا کہ یہ حکم لاچاری کی حالت کا نہیں کیونکہ بوقت میسر ہونے زائد کپڑے کے جواز بلا کراہت ہے۔

علامہ ابوبکر بن مسعود کاسانی متوفی ۵۸۷ھ لکھتے ہیں۔

یستحب ان یصلی الرجل فی ثلثۃ اثواب قمیص ازار وعمامۃ۔

ترجمہ: مستحب یہ ہے کہ آدمی تین کپڑوں میں نماز پڑھے قمیص ازار اور عمامہ۔

(بدائع الصنائع ج۱ ص۲۱۹ مطبوعہ مصر)

یہی وجہ ہے کہ حضرات فقہاء علیہم الرحمۃ نے تصریح کی ہے کہ اگر پگڑی ایسی باندھی کہ سر کی چوٹی ننگی ہو تو مکروہ ہوگی دیکھو بحر الرائق ص ۲۳ ج ۲ اور عالمگیری ج ۱ ص ۸۵ تو اب دیکھیے پگڑی باندھے ہوئے بھی نماز مکروہ ہوئی۔

اس لیے کہ وسط سر ننگا ہے پس چاہیئے کہ از روئے تکاسل ننگے سر نماز نہ پڑھے پگڑی سے یا ٹوپی وغیرہ سے ڈھانک لے۔

اور یہی وجہ ہے کہ حضرات فقہاء علیہم الرحمۃ نے تصریح کی ہے کہ اگر کسی کے سر سے نماز پڑھتے ہوئے ٹوپی اتر جائے تو وہ پھر رکھ لے کیونکہ اگر نہ رکھے گا تو سر ننگا رہے گا اور نماز مکروہ ہوگی اور اگر رکھ لے گا تو کراہت سے بچ جائے گا در مختار میں ہے۔

ولو سقطت قلنسوته فاعادتها افضل۔

یعنی اگر ٹوپی گر جائے تو اس کا پھر سر پر رکھ لینا افضل ہے پس اگر ٹوپی سے نماز پڑھنا مکروہ ہوتا تو فقہاء پھر رکھ لینے کی کیوں اجازت دیتے۔

علاوہ اس کے مولانا وصی احمد مرحوم نے شرح منیہ ص ۳۴۹ میں مستحب لباس کے بیان میں ازار ورداء وعمامۃ اونحوھا فرمایا ہے کہ پھر اسی صفحہ میں ونحوھا کی تفسیر ای القلنسوۃ کے ساتھ فرمائی ہے تو مولانا کی اس تصریح سے معلوم ہوا کہ ٹوپی مثل عمامہ کے ہے☆۔ فثبت ما قلنا۔

نیز ثواب مستحبہ کے بیان میں عمامہ سے مراد کل ما یعطے الراس ہے اور ٹوپی کو بھی شامل ہے جیسے کہ حدیث شریف میں محرم کو عمامہ پہننے کی ممانعت ہے تو اس کی شرح میں ملا علی قاری شرح سنہ کے ص ۱۴ میں لکھتے ہیں:

المراد بها هنا كل يا يغطے۔

یعنی اس جگہ عمامہ سے مراد ہر وہ چیز ہے جو سر کو ڈھانک لے۔

فليكن المراد بها فيما نحن فيه كذلك۔

تو اس تحقیق سے ثابت ہو گیا کہ ٹوپی کے ساتھ نماز پڑھنا جائز بلا کراہت ہے۔

کتب حدیث کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے بعض اوقات

ٹوپی بمنزله عمامه هے

حاشیہ ...... ☆ یہاں پر محدث ابو یوسف محمد شریف کوٹلوی رحمۃ اللہ علیہ نے جو یہ فرمایا کہ ٹوپی منزلہ عمامہ ہے اس کا ثبوت امام ثوری رحمۃ اللہ علیہ کا یہ قول بھی ہے۔

امام عبدالرزاق بن ہمام صنعانی متوفی ۲۱۱ھ لکھتے ہیں۔

قال الثوری والقلنسوة بمنزلة يباع۔

ترجمہ: امام ثوری رحمۃ اللہ علیہ نے کہا ٹوپی بمنزلہ عمامہ ہے۔

(مصنف عبدالرزاق باب المسح علی القلنسوۃ ج ا ص ۱۹۰ رقم الحدیث ۷۴۵ مطبوعہ المکتب الاسلامی بیروت)

زائد کپڑے موجود ہوتے ہوئے بھی ایک کپڑے میں بدن شریف ڈھانپ کر نماز پڑھی اور پڑھائی اس طرح صحابہ رضی اللہ عنہم خصوصاً حضرت امیر المومنین عمر فاروق اعظم و جابر و خالد رضی اللہ عنہم نے زائد کپڑے ہوتے ہوئے ایک کپڑے سے نماز پڑھی اور پڑھائی دیکھو شرح سنہ للقاری صفحہ ۸۷۔۸۸ نیز جمہور صحابہ وتابعین وفقہاء محدثین خصوصاً امام اعظم رضی اللہ عنہ کے علاوہ ایک کپڑے سے نماز جائز ہے کما حققه العيني في شرح الصحيح للبخاری تو ٹوپی سر پہ ہوتے ہوئے نماز پڑھنا پڑھانا کس طرح مکروہ ہوسکتا ہے۔

نیز حالت احرام میں جو بالاتفاق بغیر عمامہ نماز پڑھنے پڑھانے کا حکم ہے اس سے بھی یہی معلوم ہوتا ہے کہ بغیر عمامہ کے نماز مکروہ نہیں ہوتی۔ اگر مکروہ ہوتی تو حالت احرام میں ننگے سر اس لیے مکروہ نہیں کہ وہاں نیت تذلل وانکساری ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

(ٹوپی اور نماز ص ۱۵ تا ۲۰ مطبوعہ قطب مدینہ پبلشرز کھارادر کراچی)

بعض علماء اهل سنت کا موقف

تقریباً جمہور کا مذہب اس مسئلہ میں یہی ہے جو ہم نے بیان کیا تاہم ان کے علاوہ ہمارے بعض مستند علماء اہل سنت کا موقف اس مسئلہ میں یہ ہے کہ عمامہ شریف پہننا سنت موکدہ ہے ان میں حضرت مولانا قاضی فضل احمد رحمۃ اللہ علیہ، حضرت پیر طریقت رہبر شریعت پیر سیف الرحمٰن مبارک مدظلہ العالی اور ان کے مریدین خصوصاً مناظر اہل سنت پیر احمد علی شاہ سیفی مدظلہ العالی کے نزدیک عمامہ شریف پہننا سنت موکدہ ہے اسی طرح محدث و مفتی اعظم صوبہ سرحد حضرت شائستہ گل رحمۃ اللہ علیہ مولوی نحی داد خوستی دیوبندی (رسالہ کا نام دپشکی شرعی احکام مطبوعہ مکتبہ حقانیہ افغانستان) اور ان کے علاوہ اور بہت سے علماء کے نزدیک عمامہ شریف کا پہننا سنت موکدہ ہے۔

☆............☆

نواں باب
عمامہ شریف کے بعض اہم فقہی مسائل
مسئلہ اعتجار کی صحیح تحقیق

(۱) مسئلہ:...... مسئلہ اعتجار کی صحیح تحقیق

بعض علماء نے یہ مشہور کیا ہے کہ عمامہ کو اس طرح باندھنا کہ ٹوپی کے بالائی حصہ کو کھلا رکھے یہ اعتجار کہلاتا ہے اور اعتجار کی حالت میں نماز پڑھنا مکروہ تحریمی ہے۔ یہ بالکل غلط ہے اس لیے فقہاء کرام رحمہم اللہ نے جتنی بھی اعتجار کی تعریفات کی ہیں ان میں ٹوپی کا ذکر نہیں فقہاء کرام رحمہم اللہ جب اعتجار کی تعریف کرتے ہیں تو رأس کے الفاظ لکھتے ہیں قلنسوۃ کے الفاظ نہیں۔

امام علی بن محمود بن سعود الخزاعی متوفی ۷۸۹ھ لکھتے ہیں۔

الاعتجار لف العمامة على رأس۔

(تخریج الدلالات السمعیة ص ۳۸۳ مطبوعہ دار الغرب الاسلامی بیروت)

راس اور قلنسوۃ میں زمین و آسمان کا فرق ہے اور اس مسئلہ پر ہمارے استاد محترم محقق العصر فخر اہل سنت مفتی سید شاہ حسین گردیزی مدظلہ العالی نے ایک بہترین تحقیقی رسالہ ''احسن الاختیار فی کیفیة الاعتجار'' تصنیف فرمایا ہے فقیر اسی رسالہ سے چند دلائل پیش کرتا ہے۔

امام عبد الرشید بن ابی حنیفہ متوفی ۵۴۰ھ لکھتے ہیں۔

و تفسیر الاعتجار تکلموا فیه عن محمد رحمه الله تعالی ان المعتجر هو المتنقب بعمامته وهو الذی غطی انفه و ذلك مكروه لانه تشبه بالنساء وقال بعضهم انه یشد حوالی راسه بالمندیل ویترك وسطه مکشوفا کهیئة الاشرار وذلك مکروه لانه تشبه باهل الکتاب وهو مکروه خارج الصلاة ففیها اولی۔

ترجمہ :اعتجار کی تفسیر میں امام محمد رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں معتجر نقاب باندھنے والا جو اپنی ناک چھپائے یہ مکروہ ہے عورتوں سے مشابہت کی وجہ سے۔ بعض نے کہا کہ سر کے ارد گرد عمامہ ہو اور کھوپڑی کھلی ہو شریر لوگوں کی طرح یہ اہل کتاب سے مشابہت کی وجہ سے مکروہ ہے اور وہ نماز سے خارج مکروہ ہے تو نماز میں زیادہ مکروہ ہے۔

(فتاوی الولوجیه کتاب الطهارة الفصل الحادی عشر فی الافعال الواجبة بالنذر الخ الفصل ج ۱ ص ۱۳۰ مطبوعہ دار الکتب العلمیه بیروت)

استاد محترم محقق العصر فخر اہل سنت مفتی سید شاہ حسین گردیزی مدظلہ العالی لکھتے ہیں۔
تیسری صدی ہجری میں قاضی فخر الدین حسن خان اوزجندی قدس سرہ فقہ حنفیہ کے ایک بڑے روشن دماغ مجتہد فقیہہ گزرے ہیں جنہوں نے اس مسئلہ پر توجہ کی اور ایک اجتہادی فیصلہ کیا جسے بعد میں آنے والے فقہاء کرام نے نہ صرف قبول کیا بلکہ اسے مزید آگے بڑھایا چنانچہ وہ لکھتے ہیں۔

یکرہ الاعتجار وھو ان یشد راسہ بالمندیل وینزك وسط راسہ۔

ترجمہ: اعتجار مکروہ ہے اور وہ یہ ہے کہ سر کو رومال سے باندھ لینا اور سر کا درمیانی حصہ کھلا چھوڑ دینا۔

حضرت قاضی اوزجندی کے عہد میں اوباش و اشرار لوگوں کا طریقہ کار یہ تھا کہ وہ رومال سر کے اردگرد لپیٹ لیتے اور درمیان کے بالوں کو ننگا اور کھلا چھوڑ دیتے تھے حضرت قاضی اوزجندی نے رومال کے اس طرح کے استعمال کو اعتجار قرار دے کر اسے نماز میں مکروہ قرار دیا۔

اسی مسئلہ کو شیخ طاہر بخاری اس طرح لکھتے ہیں۔

یکرہ ان یصلی وھو معتجر وھو ان یشد العمامۃ حول راسہ ویدع ھامتہ کما یفعلہ الشطار۔

ترجمہ: اعتجار کی حالت میں نماز پڑھنا مکروہ ہے اور وہ یہ ہے کہ سر کے اردگرد عمامہ باندھ لینا اور چوٹی کو کھلا چھوڑ دینا ہے جیسا کہ آوارہ لوگ کرتے ہیں۔

(خلاصۃ الفتاویٰ ج۱ ص۵۷ مطبوعہ مکتبہ رشیدیہ کوئٹہ)

اس عبارت میں شیخ بخاری نے لکھا ہے کہ اعتجار کی حالت میں نماز کی ادائیگی مکروہ ہے اور اعتجار کی وضاحت میں لکھا ہے کہ سر کے اردگرد عمامہ باندھ لیں اور درمیانی حصہ کو کھلا چھوڑ دیں اور مزید اس کی وجہ کراہت کی بھی صراحت کردی کہ جیسا اشرار اور آوارہ لوگوں کا طریقہ ہے لیکن مندیل یعنی رومال کے بجائے عمامہ کا کلمہ استعمال کیا اور اعتجار کو اہل فسق وفساد کا طریقہ قرار دیا یعنی اس صورت استعمال میں خرابی اور برائی اہل فسق وفساد کے اختیار کرنے کی وجہ سے پیدا ہوئی اس لئے اسے اعتجار قرار دیا گیا اور عبادت کا تقاضا ہے کہ عاجزی وانکساری اور الذین

انعمت علیھم کا طریقہ اور وضع وقطع اختیار کی جائے۔

(احسن الاختیار فی کیفیۃ الاعتجار ص۶۔۷ مطبوعہ دارالعلوم مھریہ گلشن اقبال کراچی)

خلاصہ کلام: یہ ہے کہ کسی روایت وقول فقیہ میں موجود نہیں کہ اوپر ٹوپی کو بھی ڈھانپا جائے بلکہ حضور ا کے متعلق حضرت سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما سے دریافت کیا گیا کہ آپ کس طرح دستار باندھتے تھے تو فرمایا حضور ﷺ سر پر گولائی میں دستار باندھتے دو کندھوں کے درمیان شملہ رکھتے اور دوسرے سرے کو سر کی پچھلی جانب دستار میں اڑستے تھے۔

معلوم ہوا کہ اس طرح عمامہ باندھنا کہ ٹوپی پر عمامہ کے پیچ نہ آئے تو یہ عمامہ سنت کے مطابق ہے اور نہ یہ اعتجار ہے۔

صدر الشریعہ مولانا امجد علی اعظمی رحمۃ اللہ علیہ کا فتویٰ

مفتی اعظم ہند حضرت علامہ مولانا امجد علی صاحب اعظمی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں۔

مسئلہ **۵۶۰** نماز اعتجار ٹوپی کی عدم میں مکروہ تحریمی ہے یا مطلق اعتجار مکروہ تحریمی ہے۔

الجواب ۔اور لوگ یہ سمجھتے ہیں کہ ٹوپی پہنے رہنے کی حالت میں اعتجار ہو رہے مگر تحقیق یہ ہے کہ اعتجار اسی صورت میں ہے کہ عمامہ کے نیچے کوئی چیز سر کو چھپانے والی نہ ہو۔

(فتاویٰ امجدیہ جلد اول ص۳۹۹ مطبوعہ مکتبہ رضویہ آرام باغ کراچی)

فقیہ اعظم محمد نور اللہ نعیمی رحمۃ اللہ علیہ کا فتویٰ

فقیہ اعظم ابوالخیر محمد نور اللہ نعیمی بصیر پوری رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں۔

اعتجار کی تعریف، کیا وسط سر میں ایک پیچ کا آنا ضروری ہے حالانکہ اکثر دیکھا ہے کہ عین سر کے وسط میں سے خالی جگہ چھوڑ دی جاتی ہے اور ٹوپی نظر آرہی ہوتی ہے۔ (حلقہ کی صورت میں)

احقر شاہ محمد قصوری (چشتی) خطیب شاہ عالمی مارکیٹ لاہور۔

الجواب

اعتجار کی دو تعریفیں کتب فقہ میں ہیں فتاویٰ عالمگیریہ ج۱ ص۵۵ میں ہے:

هو ان یکور عمامة ویترك وسط راسه مکشوفا کذا فی التبیین۔
یعنی درمیان سے سر ننگا چھوڑ دے زیادہ کتابوں میں یہی تعریف ہے مراقی الفلاح ص ۲۱۰ طبع مع الطحطاویہ میں ''قیل'' کے ساتھ ہے:

ان ینتقب بعمامته فیغطی انفه۔
مگر یہ کہیں کسی تعریف میں نہیں دیکھا کہ وسط میں ایک پیچ اعتجار سے بچنے کے لئے ضروری ہے حالانکہ پیچ کے علاوہ بھی عمامہ سے سر کا درمیانہ حصہ چھپ سکتا ہے اور نہ یہ کہیں دیکھا ہے کہ ٹوپی کا چھپانا بھی ضروری ہے اور وہ بھی عمامہ سے ہی ہو اور نہ یہ کہیں دیکھا کہ ٹوپی سے وسط سر کا چھپانا کافی نہیں ۔واللہ اعلم

حررہ الفقیر ابو الخیر محمد نور اللہ النعیمی غفرلہ۔

۲۹ رمضان المبارک ۱۳۸۷ھ

(فتاویٰ نوریہ ج ۳ ص ۵۸۸ ۔ ۵۸۹ مطبوعہ دار العلوم حنفیہ فریدیہ بصیر پور ضلع اوکاڑہ)

جامعہ نظامیہ رضویہ لوھاری گیٹ لاھور کا فتویٰ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ!

حضرت علامہ مولانا مفتی عبد الطیف صاحب قبلہ دامت برکاتہم العالیہ (دار الافتاء جامعہ نظامیہ رضویہ لوہاری گیٹ لاہور)

کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ کے بارے میں اعتجار کی مکمل تعریف کیا ہے؟

کیونکہ علماء کرام نے کتابوں میں علیحدہ علیحدہ تعریفیں نقل کی ہیں۔

(۱) حضرت علامہ مولانا امجد علی صاحب اعظمی رحمۃ اللہ علیہ بہار شریعت حصہ سوم ص ۱۳۷ مطبوعہ مکتبہ رضویہ آرام باغ کراچی پر فرماتے ہیں۔

اعتجار یعنی پگڑی اس طرح باندھنا کہ بیچ میں سر پر نہ ہو مکروہ تحریمی ہے۔نماز کے علاوہ بھی اس طرح عمامہ باندھنا مکروہ ہے۔(بحوالہ درمختار ص ۶۱۰ ۔ ۶۱۱ جلد ۱ عالمگیری ص ۱۰۶ ۔ ۱۰۷ جلد ۱)

(۲) نیز حضرت صدر الشریعہ اعظمی رحمۃ اللہ علیہ اپنے مشہور زمانہ فتاویٰ امجدیہ جلد اول ص ۱۹۹ (مطبوعہ مکتبہ رضویہ آرام باغ کراچی) پر فرماتے ہیں۔

مسئلہ ۲۷۰ ۔نماز میں امامت کی حالت میں اکثر دیکھا گیا ہے کہ ٹوپی پر ایک چھوٹا سا کپڑا لپیٹ لیا جاتا ہے اس کی کیا اصلیت ہے؟

الجواب۔تین پیچ اگر اس کپڑے سے لپیٹے جائیں تو عمامہ کے حکم میں ہے ورنہ کچھ نہیں۔

اس مسئلے کے جواب کے حاشیہ پر نائب مفتی اعظم ہند مولانا شریف الحق امجدی رحمۃ اللہ علیہ صاحب شارح بخاری فرماتے ہیں۔

بعض جگہ دیکھا گیا ہے کہ ٹوپی کے کنارے کپڑا لپیٹ لیتے ہیں اور پوری ٹوپی کھلی رہتی ہے یہ اعتجار ہے اس طرح نماز پڑھنا مکروہ تحریمی واجب الاعادہ ہے۔

نور الایضاح اور اس کی شرح مراقی الفلاح میں ہے۔

ویکرہ الاعتجار وھو شد الراس بالمندیل او تکویر عمامتہ علی راسہ ترك وسطھا مکشوفا۔

اس کے تحت طحطاوی میں ہے۔

ای نصا العمامتہ حول الراس وابداء العمامتہ فقولہ وترك و سطھا راجع الی تفسیر الشرح ایضا المراد انہ مکشوف عن العمامتہ لا مکشوف اصلا لانہ فعل مالا یفعل واللہ معانی اعلم۔

(۳) لیکن اسی فتاویٰ امجدی جلد اول ص ۳۹۹ پر راقم فتاویٰ نے اعتجار کی تعریف یوں فرمائی۔

مسئلہ **۵٦۰**۔نماز اعتجار ٹوپی کی عدم میں مکروہ تحریمی ہے یا مطلق اعتجار مکروہ تحریمی ہے۔

الجواب ۔اور لوگ یہ سمجھتے ہیں کہ ٹوپی پہنے رہنے کی حالت میں اعتجار ہو رہا ہے مگر تحقیق یہ ہے کہ اعتجار اسی صورت میں ہے کہ عمامہ کے نیچے کوئی چیز سر کو چھپانے والی نہ ہو۔

(۴) حضرت علامہ مفتی نور اللہ صاحب نعیمی بصیر پوری رحمۃ اللہ علیہ اپنے فتاویٰ نوریہ جلد سوم ص ۴۲۱ تا ۴۲۲ میں فرماتے ہیں۔ (مطبوعہ انجمن حزب الرحمٰن بصیر پور اکاڑہ)

مسئلہ: اعتجار کی تعریف، کیا وسط سر میں ایک پیچ کا آنا ضروری ہے حالانکہ اکثر دیکھا ہے کہ عین سر کے وسط میں سے خالی جگہ چھوڑ دی جاتی ہے اور ٹوپی نظر آرہی ہوتی ہے۔ (حلقہ کی صورت میں)

الجواب۔ اعتجار کی دو تعریفیں کتب فقہ میں ہیں فتاویٰ عالمگیریہ ج ۱ ص ۵۵ میں ہے:

ھو ان یکور عمامۃ ویترك وسط راسہ مکشوفا کذا فی التبیین۔

یعنی درمیان سے سر ننگا چھوڑ دے زیادہ کتابوں میں یہی تعریف ہے مراقی الفلاح ص ۲۱۰ طبع مع الطحطاویہ میں ''قیل'' کے ساتھ ہے:

ان ینتقب بعمامتہ فیغطی انفہ۔

مگر یہ کہیں کسی تعریف میں نہیں دیکھا کہ وسط میں ایک پیچ اعتجار سے بچنے کے لئے ضروری ہے حالانکہ پیچ کے علاوہ بھی عمامہ سے سر کا درمیانہ حصہ چھپ سکتا ہے اور نہ یہ کہیں دیکھا ہے کہ ٹوپی کا چھپانا بھی ضروری ہے اور وہ بھی عمامہ سے ہی ہو اور نہ یہ کہیں دیکھا کہ ٹوپی سے وسط سر کا چھپانا کافی نہیں۔ واللہ اعلم

آپ کے جواب کا جلد انتظار رہے گا اور سوالنامہ بھی ساتھ روانہ فرمائیں۔ شکریہ عبدالکریم قادری۔

الجواب ھو الموافق للصواب

حضرت مولانا شریف الحق امجدی رحمۃ اللہ علیہ کے سوا تمام علماء سلف وخلف حضرت مولانا امجدی صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے بہار شریعت اور فتاویٰ امجدیہ میں اعتجار کے بارے میں جو صراحت کی ہے اس میں کسی تاویل اور نظر کی گنجائش نہیں (پگڑی اس طرح باندھنا کہ بیچ میں سر پر نہ ہو مکروہ تحریمی ہے بہار شریعت کی اس عبارت میں سر پر کہا گیا۔ بیچ میں ٹوپی پر نہیں کہا گیا۔ اس طرح فتاویٰ امجدیہ کی عبارت (اور یہ لوگ سمجھتے ہیں کہ ٹوپی پہنے رہنے کی حالت میں اعتجار ہوتا ہے مگر تحقیق یہ ہے کہ اعتجار اس صورت میں ہوتا ہے کہ عمامہ کے نیچے کوئی چیز سر کو چھپانے والی نہ ہو اس عبارت میں کتنی صراحت ہے اس میں اعتراض کی کیا گنجائش ہے۔

حضرت مولانا نور اللہ صاحب رحمۃ اللہ ونور مرقدہ کے فتاویٰ نوریہ جلد سوم ص ۴۲۱ کی عبارت (کہ سر کا درمیانی حصہ عمامہ سے کھلا رہے اگر عمامہ کے نیچے ٹوپی ہو تو اعتجار نہیں ٹوپی کے وسط کو

عمامہ کے بیچ سے ڈھکنا ضروری نہیں) کتنی صراحت ہے کہ اعتجار سر کے درمیان کو عمامہ سے ننگا رکھنا ہے اگر عمامہ کے نیچے ٹوپی ہو تو اس کا عمامہ کے بیچ سے درمیان میں ننگا رکھنے میں اعتجار نہیں ہے۔ پھر ان حضرات نے اپنی تائید میں عالمگیری کی عبارت جلد اول ص ۱۰۶۔

قوله الاعتجار نهى النبى ﷺ عنه وهو شد الراس او تكوير عمامته على راسه وترك وسطه مكشوفا۔

اس عبارت میں بھی سر کے درمیان کو کھلا رکھنا ہے ٹوپی کے درمیان کو کھلا رکھنا مذکور نہیں۔

اسی طرح نور الایضاح وشرح مراقی الفلاح میں ہے۔

يكره الاعتجار و هو شد الراس بالمنديل وتكوير عمامته على راسه وترك وسطها مكشوفا۔

خط کشیدہ عبارت میں سر پر عمامہ لپیٹنا اور اس کے وسط کو کھلا رکھنے کو اعتجار کہا گیا۔ ٹوپی کے وسط کا ذکر نہیں۔

طحطاوی کی عبارت بھی علامہ شریف الحق رحمۃ اللہ علیہ کے موقف کی تائید نہیں کرتی جو یہ ہے

اے لف العمامته يو الراس ابداء العمامته۔

یعنی اعتجار عمامہ کو سر کے گرد لپیٹنا اور کھوپڑی یعنی وسط سر کو کھلا رکھنا یہ اعتجار ہے اس پر نظر ظاہر کی موجودگی میں اس تشریح کی کیا ضرورت ہے۔

لانه كثير من الحفاة الاعراب يلقون المنديل والعمامته حول الراس مكشوفا لهمامته بغير قلنسوة۔

یہاں مکشوف الھامتہ ہے نہ کہ مکشوف العمامتہ یعنی عمامہ کو سر کے گرد عمامہ لپیٹنا اور کھوپڑی کو کھلا رکھنا یہ اعتجار ہے صحیح تعریف یہی ہے کہ ننگے سر کے گرد عمامہ لپیٹنا اور درمیان میں کھوپڑی کو ننگا رہنے دینا اگر عمامہ کے نیچے ٹوپی ہو اور وہ درمیان میں سے بغیر عمامہ کے بیچ کے کھلی رہے تو

اعتجار نہیں۔افغانستان، سرحد، بلوچستان اور سندھ کے علماء، صلحاء اور مشائخ کی اکثریت ٹوپی پر عمامہ اس طرح باندھتے ہیں آج سے نہیں قدیم زمانہ سے ان کا طریقہ یہی ہے لازم آئے گا کہ ان سب کی نمازیں مکروہ تحریمی ہوں ماراہ المسلمون حسنه محفو عنه الله حسنه تهو حسر۔البتہ دیکھا گیا ہے کہ ہندوؤں کی اکثریت پگڑی کو ننگے سر کے گرد اسی طرح لپیٹتے ہیں جس پر اعتجار کی تعریف صادق آتی ہے ممکن ہے عہد رسالت میں یہودیوں نصرانیوں مجوسیوں کا پگڑی باندھنے کا یہی طریقہ ہو جس کی وجہ سے اعتجار کو منع کیا گیا فقط واللہ اعلم بالصواب۔

عبدالطیف مفتی جامعہ نظامیہ رضویہ اندرون لاہور گیٹ لاہور ۹۲۔۷۔۱۵۔

(عمامہ سنت مصطفی ﷺ ص ۱۲تا۱۶ مطبوعہ کراچی)

ننگے سر نماز پڑھنا

(۲) مسئلہ:...... ننگے سر نماز پڑھنا

امام شعرانی رحمۃ اللہ علیہ

امام عبدالوہاب شعرانی متوفی ۹۷۳ھ لکھتے ہیں۔

كان النبى ﷺ يامر يستر الراس فى الصلوة بالعمامة والقلنسوة وينهى عن كشف الراس فى الصلوة۔

ترجمہ: نبی کریم انماز میں عمامہ یا ٹوپی کے ساتھ سر ڈھانپنے کا حکم ارشاد فرماتے تھے اور ننگے سر نماز پڑھنے سے منع فرماتے تھے۔(کشف الغمہ ج۱ص ۱۰۳ مطبوعہ مصر)

غنية الطالبين

غنیۃ الطالبین میں ہے۔

كشف راسه بين الناس۔

ترجمہ: اور مکروہ ہے آدمی لوگوں کے درمیان ننگے سر ہو۔

(غنية الطالبين ج۱ص ۱۸ مطبوعہ مصر)

خلاصة الفتاوىٰ

الشیخ الاجل والامام الاکمل طاہر بن عبد الرشید البخاری متوفی ۵۴۲ھ لکھتے ہیں۔

ومكشوف الرأس وهو يجد العمامة ان كان تهاوناً بالصلوة مكروه۔

ترجمہ: نماز کو خفیف جانتے ہوئے عمامہ کی موجودگی میں ننگے سر نماز پڑھنا مکروہ ہے۔

(خلاصۃ الفتاویٰ ج۱ص۵۸مطبوعہ مکتبہ رشیدیہ کوئٹہ)

فتاویٰ عالمگیری

ملا نظام الدین متوفی ۱۱۶۱ھ لکھتے ہیں۔

وتکرہ الصلوۃ حاسرا رأسہ اذا کان یجد العمامۃ وقد فعل تکاسا او تھاوناً بالصلوۃ

ترجمہ: نماز کی عدم اہمیت یا سستی سے عمامہ پانے کے باوجود ننگے سر نماز مکروہ ہے۔

(فتاوی عالمگیری ج۱ص۱۰۶مطبوعہ مصر)

طحطاوی علی الدر المختار

علامہ سیّد احمد طحطاوی حنفی متوفی ۱۲۳۱ھ لکھتے ہیں۔

ننگے سر نماز مطلقاً مکروہ ہے اس لئے کہ خشوع تو حقیقتاً دل کا خشوع ہوتا ہے ننگے سر نماز سے نماز کی تعظیم وہیبت کا ترک لازم آتا ہے۔

(طحطاوی علی الدرالمختار ج۱ص۱۷۱مطبوعہ دارالمعرفہ بیروت)

عمامہ شریف پر مسح کرنا

(۳) مسئلہ :......صرف عمامہ شریف پر مسح کرنا امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ امام مالک رضی اللہ عنہ اور امام شافعی رضی اللہ عنہ کے نزدیک جائز نہیں۔ امام احمد بن حنبل رضی اللہ عنہ کے نزدیک صرف عمامہ شریف پر مسح جائز ہے۔

حدثنا محمد بن بشار ومحمد بن حاتم جمیعا عن یحیی القطان قال بن حاتم حدثنا یحیی بن سعید عن التیمی عن بکر بن عبداللہ عن الحسن عن المغیرۃ ان النبی ﷺ توضا فمسح بناصیتہ وعلی یباء وعلی الخفین۔

ترجمہ :حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے وضوء کیا پس اپنی پیشانی کی مقدار (سر پر) مسح کیا اور عمامہ اور موزوں پر (مسح کیا)۔

(صحیح مسلم ج۱ص۲۳۱رقم الحدیث۲۷۴مطبوعہ داراحیاء التراث العربی بیروت)

جمہور کی دلیل یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:

وامسحوا برؤسکم۔

اس میں صراحتاً سر کا ذکر ہے تو اس لئے عمامہ پر صرف مسح سر کا مسح نہ ہوا۔ اور سر پر مسح کی دلیل میں کوئی شبہ نہیں اور عمامہ شریف کے مسح میں شبہ ہے اس لئے یقینی دلیل کو چھوڑ کر شبہ والی دلیل کی طرف جانا درست نہیں۔

قال الخطابی فرض اللہ مسح الرأس وحدیث مسح العمامة محتمل للتاویل فلا یترك المتیقن للمحتمل۔

ترجمہ: اللہ عزوجل نے سر کا مسح فرض کیا اور مسح علی العمامہ کی حدیث میں احتمال ہے اس لئے یقینی کو احتمال سے ترک نہیں کریں گے۔ (معالم السنن ج۱ ص۱۱۱)

امام عینی رحمۃ اللہ علیہ کی تحقیق

محدث کبیر امام بدرالدین عینی متوفی ۸۵۵ھ لکھتے ہیں۔

عمامہ پر مسح کرنے میں فقہاء کا اختلاف ہے امام احمد رحمۃ اللہ علیہ یہ کہتے ہیں کہ اگر کامل وضوء کر کے عمامہ پہنا ہو تو عمامہ پر مسح کرنا جائز ہے جس طرح موزوں پر مسح کرنا جائز ہے۔ جو فقہاء عمامہ پر مسح کرنے کا انکار کرتے ہیں ان کی دلیل یہ ہے کہ قرآن مجید میں ہے:

وامسحوا برؤسکم (مائدۃ) اپنے سروں پر مسح کرو اور جو شخص عمامہ پر مسح کرے گا وہ سر پر مسح نہیں کرے گا اور اس پر اجماع ہے کہ چہرے پر کوئی کپڑا لپیٹ کر اگر اس کپڑے پر مسح کیا جائے تو تیمم میں کافی نہیں ہوگا اس کا مفاد یہ ہے کہ جس عضو پر مسح کرنا ہے اس عضو پر کپڑا رکھ کر مسح کیا جائے تو وہ کافی نہیں ہوگا اسی طرح سر پر عمامہ رکھ کر مسح کیا جائے تو وہ سر کے مسح سے کفایت نہیں کرے گا علامہ خطابی نے کہا اللہ تعالیٰ نے سر پر مسح کرنے کو فرض کیا ہے اور عمامہ پر مسح کرنے والی حدیث تاویل کی محتمل ہے تو محتمل چیز کی وجہ سے یقینی چیز کو ترک نہیں کیا جائے گا۔ (عمدۃ القاری شرح صحیح البخاری)

علامہ ابن بطال مالکی کی تحقیق

علامہ علی بن خلف بن عبدالملک ابن بطال مالکی متوفی ۴۴۹ھ لکھتے ہیں۔

ومن كان لا يرى المسح عليها علي وابن عمر و جابر۔

ومن التابعين عروة والنخعي والشعبي والقاسم وبه قال مالك وابو حنيفة والشافعي واحتجوا بقوله تعالى ﴿وامسحوا برؤوسكم﴾ (النساء ۴۳ المائدة:۶) ومن مسح على العمامة لم يمسح براسه۔

(شرح ابن بطال على صحيح البخاري كتاب الوضوء باب المسح على الخفين ج۱ص۳۱۴ مطبوعه دار الكتب العلمية بيروت الطبعة الاولى ۲۰۰۳ء بتحقيق مصطفیٰ عبد القادر عطا)

اس مسئلہ کی اورزیادہ تفصیل دیکھنے کے لئے فقیر ناچیز کی کتاب ''فقہ حنفی احادیث وآثار صحابہ'' میں ملاحظہ فرمائیں۔

عمامہ شریف کے ول پر سجدہ کرنا

(۴) مسئلہ :......عمامہ شریف کے ول پر سجدہ کرنا جائز ہے اوراس میں کوئی حرج نہیں۔ بعض علماء نے اس کومکروہ تنزیہی کہا ہے لیکن ہمارے نزدیک مکروہ تنزیہی نہیں اس لئے کے حضور ﷺ سے یہ فعل ثابت ہے اوراس کے منع پر کوئی حدیث ہماری نظر سے نہیں گزری۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے عمامہ کے پیچ پر سجدہ فرمایا

امام حافظ ابوالقاسم سلیمان بن احمد طبرانی متوفی ۳۶۰ھ روایت کرتے ہیں۔

حدثنا محمد بن محمويه نا معمر بن سهل ثنا سعيد بن عنبسة عن فائد ابی الورقاء عن عبدالله بن ابی اوفی قال رايت رسول الله ﷺ سجد على كور عمامة۔

ترجمہ :حضرت عبداللہ بن ابی اوفی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے دیکھا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم

نے عمامہ کے پیچ پر سجدہ فرمایا۔

(طبرانی الاوسط ج۷ص۷۰ رقم الحدیث۷۱۸۴ مطبوعہ دارالحرمین القاہرۃ)

حافظ ابوالقاسم سلیمان بن احمد الطبرانی متوفی ۳۶۰ھ روایت کرتے ہیں۔

حدثنامحمد بن عبدالله الحضرمی ثنا احمد بن یونس ثنا کثیر بن سلیم قال رأیت انس بن مالك یسجد علی عمامۃ۔

ترجمہ: کثیر بن سلیم رحمۃ اللہ علیہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت انس رضی اللہ عنہ کو عمامہ (کے ول) پر سجدہ کرتے ہوئے دیکھا۔

(المعجم الکبیر للطبرانی ج۱ص۲۴۴ رقم الحدیث۶۸۸ مطبوعہ مکتبۃ العلوم والحکم الموصل)

امام عبدالرزاق بن ہمام صنعانی متوفی ۲۱۱ھ روایت کرتے ہیں۔

اخبرنا عبدالرزاق قال اخبرنا عبدالله بن محرر قال اخبرنی یزید انه سمع ابا ہریرۃ یقول کان رسول الله ﷺ یسجد علی کور عمامۃ۔

ترجمہ: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم عمامہ کے پیچ پر سجدہ فرماتے تھے۔(مصنف عبدالرزاق ج۱ص۴۰۰ رقم الحدیث۱۵۶۴ مطبوعہ المکتب الاسلامی بیروت)

امام حافظ ابونعیم احمد بن عبداللہ اصفہانی متوفی ۴۳۰ھ روایت کرتے ہیں۔

حدثنا ابو یعلی الحسین بن محمد الزبیری حدثنا ابو الحسن عبدالله ابن موسی الحافظ الصوفی البغدادی حدثنا لاحق بن الہیثم حدثنا الحسن بن عیسی الدمشقی حدثنا محمد بن فیروز المصری حدثنا بقیۃ بن الولید حدثنا ابراہیم بن ادہم عن ابیه ادہم بن منصور العجلی عن سعید بن جبیر ان النبی ﷺ کان یسجد علی کور العمامۃ۔

ترجمہ: حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم عمامہ کے پیچ پر سجدہ کرتے تھے۔

(حلية الاولياء و طبقات الاصفياء ترجمة ابراهيم بن ادهم ج۸ ص۵۸برقم ۱۱۳۸۰مطبوعه دار الکتب العلمية بیروت الطبعة الاولى ۱۹۹۷ء بتحقيق مصطفى عبد القادر عطا)

امام المحدثین ابوعبداللہ محمد بن اسمٰعیل بخاری متوفی ۲۵۶ھ روایت کرتے ہیں۔

قال الحسن کان القوم یسجدون علی العمامة والقلنسوة ومداه فی کمه۔

ترجمہ: امام حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ بیان کرتے ہیں کہ قوم (یعنی صحابہ کرام ﷺ) عمامہ اورٹوپی پرسجدہ کرتے تھے۔(صحیح البخاری ج۱ص۵۶مطبوعہ قدیمی کتب خانہ کراچی)

امام عبدالرزاق بن ہمام صنعانی متوفی ۲۱۱ھ روایت کرتے ہیں۔

عبدالرزاق عن معمر عن قتادة عن الحسن قال لاباس بالسجود علی کور علی بیاع

ترجمہ: امام حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ عمامہ کے پیچ پرسجدہ میں حرج نہیں۔

(مصنف عبدالرزاق ج۱ص۳۹۹رقم الحدیث ۱۵۶۳مطبوعہ المکتب الاسلامی بیروت)

یہی امام عبدالرزاق بن ہمام صنعانی متوفی ۲۱۱ھ روایت کرتے ہیں۔

عبدالرزاق عن ھشام بن حسان عن الحسن قال ادرکنا القوم وھم یسجدون علی العمائمهم ویسجد احدھم و یدیه فی قمیصه۔

ترجمہ: امام حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ہم نے دیکھا کہ (صحابہ کرام ﷺ و تابعین کرام رحمہم اللہ) عمامہ پرسجدہ کرتے تھے اور ہاتھ قمیص میں ہوتے اور سجدہ کرتے تھے۔

(مصنف عبدالرزاق ج۱ص۴۰۰ رقم الحدیث ۱۵۶۶ مطبوعہ المکتب الاسلامی بیروت)

نیز امام عبدالرزاق بن ہمام صنعانی متوفی ۲۱۱ھ روایت کرتے ہیں۔

عبدالرزاق عن الثوری عن الاعمش عن ابی الضحی ان شریحا کان یسجد علی برنسه۔

وعبدالرحمن بن یزید کان یسجد علی عمامة۔

ترجمہ :ابی ضحی رحمۃ اللہ علیہ بیان کرتے ہیں کہ امام شریح رحمۃ اللہ علیہ ٹوپی پر سجدہ کرتے تھے۔

امام عبدالرحمٰن بن یزید رحمۃ اللہ علیہ عمامہ پر سجدہ کرتے تھے۔

(مصنف عبدالرزاق ج ا ص ۴۰۰ رقم الحدیث ۱۵۶۷ مطبوعہ المکتب الاسلامی بیروت)

امام ابوالحسن علی بن ابی بکر غینانی متوفی ۵۹۳ھ لکھتے ہیں۔

فان سجد علی کور عمامة او فاضل ثوبه جاز لان النبی ا کان یسجد علی کور عمامة۔

ترجمہ :عمامہ کے پیچ یا کپڑے پر سجدہ جائز ہے حضور ﷺ عمامہ کے پیچ پر سجدہ کرتے تھے۔(ھدایہ ج ا ص ۱۰۰)

علامہ ابوبکر بن مسعود کاسانی متوفی ۵۸۷ھ لکھتے ہیں۔

ولو سجد علی کور عمامة ووجد صلابة الارض جاز عندنا وقال الشافعی لایجوز والصحیح قولنا لما روی ان النبی ﷺ کان یسجد علی کور عمامة۔

ترجمہ :اور اگر عمامہ کے پیچ پر سجدہ کیا اور زمین کی سختی محسوس کی جائز ہے احناف کے نزدیک اور امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں جائز نہیں ہے ہماری دلیل یہ ہے کہ حضور ا عمامہ کے پیچ پر سجدہ فرماتے تھے۔(بدائع الصنائع ج ا ص ۲۱۰ مطبوعہ مصر)

اور زمین کی گرمی کے وجہ سے اس پر سجدہ کرنا جائز ہے اور بعض علماء نے اس کو مکروہ تنزیہی کہا ہے لیکن زمین کی گرمی کے وجہ سے اس پر سجدہ کرنے پر ان کے نزدیک بھی مکروہ تنزیہی نہیں۔

الشیخ الاجل والامام الاکمل طاہر بن عبدالرشید البخاری متوفی ۵۴۲ھ لکھتے ہیں۔

ولو سجد علی ذیله او کمه او کور عمامة یتقی بذالك حر الارض او بردها یجوز عندنا۔

ترجمہ :دامن، آستین یا عمامہ کے پیچ پر سجدہ زمین کی گرمی یا سردی کی وجہ سے ہمارے نزدیک جائز ہے۔(خلاصة الفتاوی ج ا ص ۸۹ مکتبہ رشیدیہ کوئٹہ)

عمامہ شریف کے کھولنے کا طریقہ

(۵) مسئلہ:...... عمامہ شریف کے کھولنے کا طریقہ

شمس الائمہ محمد بن احمد سرخسی متوفی ۴۸۳ھ لکھتے ہیں۔

ومنهم من قال اراد ان يجدد للف لعمامة لاينبغى ان يرفعها من راسه دفعة واحدة لكن هكذا بعمامة ابن عوف وذلك بمنزلة النشر عن الطى فيكون اولى من النشر والالقاء على الارض دفعة واحدة والله اعلم بالصواب۔ (شرح السير الكبير باب العمائم فى الحرب ج۱ص ۶۷ مطبوعه بمطبعة دائرة المعارف النظامية بحيدر آباد دكن هند)

امام فخر الدین عثمان بن علی متوفی ۷۴۳ھ تبیین الحقائق میں اور علامہ زین الدین بن نجیم متوفی ۹۷۰ھ البحر الرائق میں لکھتے ہیں۔

ومن اراد ان يجدد اللف للعمامة ينبغى له ان ينقضها كورا فكورا فان ذلك احسن من رفعها على الراس والقائها فى الارض دفعة واحدة۔

(تبيين الحقائق شرح كنز الدقائق مسائل شتىٰ ج۶ص ۲۲۸۔۲۲۹ مطبوعه مكتبه امداديه ملتان)

(البحر الرائق ج۸ص ۴۸۷ مطبوعه مكتبه رشيديه كوئٹه)

امام برہان الدین متوفی ۶۱۶ھ لکھتے ہیں۔

وان ومن اراد ان يجدد اللف بعمامة ينبغى ان ينقضها كوراً كوراً وان ذلك احسن من رفعها عن راسه والقائها فى الارض دفعة واحدة۔

ترجمہ: جوعمامہ دوبارہ باندھنا چاہے تو ایک ایک پیچ کھول کر باندھے یہ احسن ہے نہ کہ سر سے اٹھا کر پھینک دے۔

(المحيط البرهانى كتاب الاستحسان والكراهية الفصل العاشر فى اللبس ما يكره من ذلك وما لا يكره ج۶ جز ۱۱ص ۴۷ مطبوعه مطبوعه المكتبة الغفارية كانسى روڈ كوئٹه)

ملا نظام الدین متوفی ۱۱۶۱ھ لکھتے ہیں۔

واذا اراد ان يجدد لف العمامة نقضها كما لفها ولا يلقيها على الارض دفعة واحدة كذا فى خذانة المفتين۔

(فتاوى عالمگيرى كتاب الكراهية باب اللبس ما يكره من ذلك الباب التاسع فى اللبس ما يكره من ذلك وما لا يكره ج۵ص ۳۰۸ مطبوعه دار الكتب العلميه بيروت)

نماز میں اگر عمامہ شریف پیشانی پر آجائے یا گرجائے تو کیا کریں؟

(٦) مسئلہ:......نماز میں اگر عمامہ شریف پیشانی پر آجائے یا گرجائے تو کیا کریں؟
نماز کے دوران اگر عمامہ شریف پیشانی پر آجائے اور سجدہ کرنے میں دشواری ہو تو ایک ہاتھ سے عمامہ شریف کو اوپر کریں اور یہ بلا کراہت جائز ہے۔
امام محمد بن سعد متوفی ۲۳۰ھ لکھتے ہیں۔
اخبرنا محمد بن معاویة النیسابوری اخبرنا بن لهیعة عن بکر بن سوادة عن صالح بن خیوان ان النبی ﷺ کان اذا سجد رفع العمامة عن جبهة۔
ترجمہ: حضرت صالح بن غیون رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب سجدہ کرتے تھے تو اپنے عمامے کو اپنی پیشانی سے اٹھا دیتے تھے۔

(طبقات الکبری ابن سعد ج۱ص ۴۵۵ مطبوعہ دا رصادر بیروت)

حضور صلی اللہ علیہ وسلم سجدہ فرماتے تو پیشانی سے عمامہ اٹھاتے

امام جلال الدین سیوطی متوفی ۹۱۱ھ روایت کرتے ہیں۔
کان اذا سجد رفع العمامة عن جبهة۔
ترجمہ: حضور ﷺ سجدہ فرماتے تو پیشانی سے عمامہ اٹھاتے۔

(الجامع الصغیر فی احادیث البشیر النذیر حرف الکاف ج ۲ص ۱۷ ۴رقم الحدیث ۶۷۱۹ مطبوعہ دارالکتب العلمیہ بیروت)، (الفتح الکبیر فی ضم الزیادة الی الجامع الصغیر ج ۲ص ۳۳۷رقم الحدیث ۹۰۹۴مطبوعہ دارالفکر بیروت)

الشیخ الاجل والامام الاکمل طاہر بن عبدالرشید البخاری متوفی ۵۴۲ھ لکھتے ہیں۔
ولو لم یمکنه العمامة من ان یسجد فرفعها بید واحد او سوی العمامة بید واحد لایکره۔

ترجمہ: اگر عمامہ میں سجدہ ممکن نہ ہو تو ایک ہاتھ سے عمامہ اٹھائے یا برابر ٹھیک کردے۔

(خلاصة الفتاوی مع مجموعة الفتاوی ج۱ص ۵۷مطبوعہ مکتبہ رشیدیہ کوئٹہ)

اور اگر عمامہ شریف نماز کے دوران گر جائے تو اس کو ایک ہاتھ سے اٹھائے اس سے نماز فاسد

نہیں ہوتی۔

الشیخ الاجل والامام الاکمل طاہر بن عبدالرشید البخاری متوفی ۵۴۲ھ لکھتے ہیں۔

ولورفع العمامة من الراس ووضعها علی الارض او رفعها من الارض ووضعها علی الراس لاتفسد الصلوة۔

ترجمہ: اگر عمامہ سر سے اٹھایا اور زمین پر رکھا یا زمین سے اٹھایا اور سر پر رکھا نماز فاسد نہ ہوگی۔ (خلاصة الفتاوی مع مجموعة الفتاوی ج۱ ص۱۳۰ مطبوعه مکتبه رشیدیه کوئٹه)

رومال باندھنے سے عمامہ کی سنت ادا نہیں ہوتی

(۷) مسئلہ:...... رومال باندھنے سے عمامہ کی سنت ادا نہیں ہوتی۔

مفتی اعظم پاکستان وقار الدین رحمۃ اللہ علیہ کا فتویٰ

مفتی اعظم پاکستان وقار الدین رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں۔

الاستفتاء:...... عام ائمہ کرام بوقت جماعت گز سوا گز بھر کا رومال کبھی ٹوپی پر اور کبھی بغیر ٹوپی کے باندھ لیتے ہیں۔ کیا مذکورہ صورت میں سنت عمامہ پوری ہو جاتی ہے؟

الجواب:...... رومال باندھنے سے عمامہ کی سنت پوری نہ ہوگی اور نہ ہی عمامہ کا ثواب ملے گا۔ (وقار الفتاویٰ ص۲۴۹ ناشر بزم وقار الدین کراچی)

میت کو کفن میں عمامہ شریف دینے کا حکم

(۸) مسئلہ:...... میت کو کفن میں عمامہ شریف دینے کا حکم

میت کو کفن میں عمامہ شریف دینا مستحب ہے۔

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے کفن میں عمامہ

محدث کبیر امام ابونعیم احمد بن عبداللہ اصفہانی متوفی ۴۳۰ھ لکھتے ہیں۔

حدثنا سلیمان بن احمد ثنا ابو الزنباع روح بن الفرج ثنا یحیی بن بکیر قال ولی

غسله يعني عمر ابنه عبدالله بن عمر و كفنه فى خمسة أثواب وصلى عليه صهيب ودفن مع رسول الله ﷺ۔

ترجمہ: حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو غسل دیا اور پانچ کپڑوں میں کفن دیا حضرت صہیب رضی اللہ عنہ نے نماز پڑھائی اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے قریب دفن کیا۔

(معرفة الصحابة لابی نعیم الاصبهانی ج۱ص ۶۷ برقم ۱۶۱ مطبوعه دارالکتب العلمیة بیروت)

امام اعظم ابو حنیفه رضی اللہ عنہ کا فتویٰ

امام ابی الفرج عبدالرحمٰن بن الجوزی متوفی ۵۹۷ھ لکھتے ہیں۔

مسالة يكره ان يكفن الميت فى قميص و عمامة وقال ابوحنيفة يستحب ذلك

ترجمہ: امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ مستحب ہے میت کو قمیص اور عمامہ میں کفن دے۔(التحقيق فى احاديث الخلاف ج۲ص۱۰ مطبوعه دارالکتب العلمیة بیروت)

امام مسعود کاسانی حنفی کا فتویٰ

علامہ ابوبکر بن مسعود کاسانی متوفی ۵۸۷ھ لکھتے ہیں۔

واستحسنه بعض مشائخنا ابن عمر انه كان يعمم الميت ويجعل ذنب العمامة على وجهه بخلاف حال الحياة فانه يرسل ذنب العمامة من قبل القفاء لان ذلك لمعنى الزينة وقد انقطع ذلك بالموت۔

ترجمہ: اور ہمارے بعض مشائخ نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کی حدیث کی رو سے اسے مستحسن قرار دیا ہے کہ وہ میت کو عمامہ پہناتے اور عمامے کا شملہ اس کے چہرے پر رکھ دیتے بخلاف حالت حیات کے کہ وہ عمامے کا شملہ گدی کی جانب لٹکا دیتے تھے کیونکہ زندگی میں یہ طریقہ حصول زینت کے لئے تھا اور موت کے ساتھ مقصد زینت ختم ہو گیا۔

(بدائع الصنائع ج۲ص ۳۲۴ مطبوعه دارالکتب العلمیة بیروت)

امام مالک رضی اللہ عنہ کا فتویٰ

علامہ ابوعبداللہ محمد بن یوسف العبدری مالکی متوفی ۸۹۷ھ لکھتے ہیں۔

قال مالك من شان الميت عندنا ان يعمم۔

ترجمہ: امام مالک رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ ہمارے نزدیک میت کے لئے پسندیدہ طریقہ یہ ہے کہ اسے عمامہ پہنایا جائے۔

(التاج والاکلیل شرح مختصر خلیل ج۲ص۲۲۵ مطبوعہ مکتبہ النجاح لیبیا)

محمد بن ابی بکر الدمشقی الشہیر بابن قیم الجوزیہ متوفی ۷۵۱ھ لکھتے ہیں۔

وحمله مالك على انه ليس بمعدود من الكفن بل يحتمل ان يكون الثلاثة الاثواب زيادة على القميص والعمامة۔

ترجمہ: امام مالک رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ کفن میں کپڑے محدود نہیں بلکہ احتمال یہ ہے کہ تین کپڑے قمیص اور عمامہ کے علاوہ ہوں۔

(حاشیۃ ابن القیم ج۸ص۲۹۶ مطبوعہ دارالکتب العلمیۃ بیروت)

عمامہ شریف کی سنیت کا انکار اور توہین کرنا کفر ہے

(۹) مسئلہ:...... عمامہ شریف کی سنیت کا انکار اور توہین کرنا کفر ہے۔

وجیز کردری پھر نہر الفائق پھر ردالمحتار میں ہے:

لو لم السنة حقا كفر لانه استخفاف۔

ترجمہ: اگر کوئی شخص سنت کو حق و سچ نہیں جانتا تو اس نے کفر کیا کیونکہ یہ اس کا استخفاف ہے۔(فتاویٰ البزازیۃ مع الفتاوی الہندیۃ نوع فی السنن من کتاب الصلوۃ ج۴ص۲۸ مطبوعہ نورانی کتب خانہ پشاور)، (فتاویٰ رضویہ جدید ج۶ص۲۰۹۔۲۱۰ مطبوعہ رضا فاونڈیشن لاہور)

مرقات میں ہے:

من ترك السنة استخفافاً فابه اولقلة مبالاة يكفر باالاجماع۔

ترجمہ: جس نے سنت کو استخفافا اور قلۃ مبالاۃ کی وجہ سے ترک کیا تو وہ اجماعاً کافر ہو جاتا ہے۔(مرقات)

الشیخ الاجل والامام الاکمل طاہر بن عبدالرشید البخاری متوفی ۵۴۲ھ لکھتے ہیں۔

لو قال لأخر اقلم الاظفار فانه سنة النبی علیه الصلوة والسلام فقال الرجل لا افعل ذالك وان كان سنة يكفر۔

ترجمہ :اگر کسی شخص کو کہا گیا کہ ناخن کاٹ لو کیونکہ یہ نبی اکرم ﷺ کی سنت ہے تو وہ آدمی کہے کہ میں ناخن نہیں کاٹتا اگر چہ سنت نبوی ﷺ ہو تو کافر ہو جاتا ہے۔ (کیونکہ اس نے استخفاف سنت کیا)۔(خلاصة الفتاوی مع مجموعة الفتاوی ج۱ ص۳۸٦مطبوعه مكتبه رشيديه كوئٹه)

نیز الشیخ الاجل والامام الاکمل طاہر بن عبدالرشید البخاری متوفی ۵۴۲ھ لکھتے ہیں۔

وفی مجموع النوازل رجل قال چه بكار آيد سبلت پست يكفر لانه استخف بالسنة

ترجمہ :فتاویٰ النوازل میں ہے کہ اگر ایک آدمی نے کہا کہ مونچھیں کتروانے کی کیا ضرورت ہے؟ تو کافر ہو جاتا ہے۔ (کیونکہ اس نے استخفاف سنت کیا)

(خلاصة الفتاوی مع مجموعة الفتاوی ج۱ ص۳۸٦مطبوعه مكتبه رشيديه كوئٹه)

احرام کے حالت میں عمامہ شریف پہننا جائز نہیں

(۱۰) مسئلہ:...... احرام کے حالت میں عمامہ شریف پہنا جائز نہیں۔

امام محمد بن اسماعیل بخاری متوفی ۲۵٦ھ روایت کرتے ہیں۔

حدثنا ادم قال حدثنا ابن ابی ذئب عن نافع عن ابن عمر رضی الله عنهما عن النبی ﷺ و عن الزهری عن سالم عن ابن عمر عن النبی ﷺ ان رجلاً ساله ما يلبس المحرم؟ فقال لا يلبس القميص ولا العمامة ولا السراويل ولا البرنس ولا ثوباً مسه الورس او الزعفران فان لم يجد النعلين فليلبس الخفين وليقطعهما حتى يكونا تحت الكعبين۔

ترجمہ :ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں ایک شخص نے حضور ﷺ سے سوال کیا محرم کیا پہنے؟ آپ ﷺ نے فرمایا وہ قمیص نہ پہنے اور عمامہ نہ پہنے اور شلوار نہ پہنے اور نہ ٹوپی پہنے اور نہ ایسا کپڑا پہنے جس کو زعفران یا ورس سے رنگا ہوا ہو پس اگر اس کو جوتے نہ ملیں تو وہ موزے پہن لے اور ان کو کاٹ لے حتیٰ کہ وہ ٹخنوں کے نیچے ہو جائیں۔

(بخاری شریف ج۱ ص۲۰۹،ج۲ص۸٦۴مطبوعه قديمی كتب خانه كراچی)، (صحيح مسلم ج۲ص

۸۳۴رقم الحدیث ۱۷۷۷مطبوعہ داراحیاء التراث العربی بیروت)، (مسند احمد ج۲ص۶۳رقم الحدیث ۵۳۰۸مطبوعہ موسسة قرطبة مصر)

عورتوں کو عمامہ باندھنا ناجائز ھے

(۱۱) مسئلہ:...... عورتوں کو عمامہ باندھنا جائز ہے۔

امام ابوداؤد متوفی ۲۷۵ھ روایت کرتے ہیں۔

حدثنا زهير بن حرب اخبرنا عبد الرحمن و اخبرنا مسدد اخبرنا يحيى عن سفيان عن حبيب ابن ابى ثابت عن وهب مولى ابى احمد عن ام سلمة ان النبى ﷺ دخل عليها وهى تختمر فقال لية لاليتين قال ابوداؤد و معنى قوله لية لا ليتين يقول لا تعتم مثل الرجل لاتكرره طاقاً او طاقين۔

ترجمہ: حضرت ام المومنین ام سلمہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ حضور ﷺ ان کے پاس تشریف لائے اور وہ دوپٹہ اوڑھے ہوئے تھیں فرمایا کہ ایک ہی پیچ رکھو دو پیچ نہ بناؤ۔

امام ابوداؤد رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ لية لا ليتين فرمانے سے مراد یہ ہے کہ ایسے نہ لپیٹیں جیسے مرد عمامہ لپیٹتے ہیں یعنی لپیٹنے میں مزید تکرار نہ کی جائے۔

(سنن ابی داؤد کتاب اللباس باب کیف الاختمار ج۴ص۶۴رقم الحدیث ۴۱۱۵مطبوعہ دارالفکر بیروت)، (مسند ابو یعلی ج۱۲ ص۴۰۶رقم الحدیث ۶۹۷۱مطبوعہ دارالمامون للتراث دمشق)

امام خطابی رحمۃ اللہ علیہ بیان کرتے ہیں۔

يشبه ان يكون انما كره لها ان تلوى الخمار على راسها ليتين لئلا تكون اذا تعصبت بخمارها صارت كالمتعمم من الرجال يلوى اطراف العمامة على راسه۔

(معالم السنن ج۴ص۳۶۳)

غیر مقلدوں کا امام ابن تیمیہ فرماتے ہیں۔

هذه العمائم التى تلبسها النساء حرام بلاريب ففى الصحيح عن النبى ﷺ صنفان من اهل النار من امتى لم ارهما بعد نساء كاسيات عاريات مائلات مميلات على رؤوسهن مثل اسنمه البخت لايدخلن الجنة ولا يجدن ريحها ورجال معهم سياط مثل اذناب البقر يضربون بها عباداللہ وايضا فقد صح عن النبى ﷺ انه قال لعن الله

المتشبهات من النساء بالرجال والمتشبهين من الرجال بالنساء وفی لفظ لعن الله المتخثين من الرجال و المترجلات من النساء وفی سنن ابوداؤد انه ﷺ رای ام سلمة تعتصب فقال یا ام سلمة لية لا ليتان و کذن من لباس الرجال مثل العمامة والخف والقباء الذی للرجال والثياب التی تبدی مقاطع خلقها والثوب الرقيق الذی لا يستر البشرة وغير ذلك فان المراة تنهی عنه وعلی وليها کابيها وزوجها ان ينهاها عن ذلك والله اعلم۔(مجموع الفتاویٰ ج۲۲ص۸۲_۸۳)

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے مردوں کے مشابہ بننے والی عورتوں پر لعنت کی ھے

امام ابوعیسیٰ ترمذی متوفی ۲۷۹ھ لکھتے ہیں۔

عن ابن عباس قال لعن رسول الله ﷺ المتشبهات بالرجال من النساء والمتشبهين بالنساء من الرجال۔

قال ابو عيسى هذا حديث حسن صحيح۔

ترجمہ : حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ حضور ﷺ نے مردوں کے مشابہ بننے والی عورتوں اور عورتوں کے مشابہ بننے والے مردوں پر لعنت کی ہے۔امام ابوعیسیٰ ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

(سنن الترمذی ج۵ص۱۰۵رقم الحدیث۲۷۸۴مطبوعه داراحیاء التراث العربی بیروت)،

(نیل الاوطار ج۲ص۱۷مطبوعه دارالجیل بیروت)

عمامہ کھڑے ھوکر باندھنا چاھئیے

(۱۲) مسئلہ:...... عمامہ کھڑے ہوکر باندھنا چاہئیے۔

امام عبداللہ محمد بن محمد المعروف بابن الحاج متوفی ۷۳۷ھ امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ کے حوالے سے لکھتے ہیں۔

فعليك ان تتسرول قاعداً وتتعمم قائماً۔

ترجمہ: پس چاہئے کہ آپ شلوار بیٹھ کر اور عمامہ کھڑے ہوکر باندھے۔

(المدخل لابن الحاج ج۱ص۱۴۳)

علامہ محمد بن یوسف الصالحی الشامی متوفی ۹۴۲ھ شیخ برہان الدین الباجی رحمۃ اللہ علیہ کے

حوالے سے لکھتے ہیں۔

قال فی کتابه قلائد العقیان فیما یورث الفقر والنسیان مانصه ان التعمم قاعداً والتسرول قائماً یورثان الفقر والنسیان۔

ترجمہ : کہ قلائد العقیان میں ہے فقر اور نسیان کی وجہ بیٹھ کر عمامہ باندھنا اور کھڑے ہو کر شلوار پہننا ہے۔ (سبل الهدی والرشاد ج۷ص۲۸۲ مطبوعه دارالکتب العلمية بیروت)

قال صاحب المدخل وعلیك ان تتسرول قاعداً وتتعمم قائماً۔

ترجمہ : صاحب مدخل نے فرمایا کہ تو بیٹھ کر شلوار پہننے اور کھڑے ہو کر عمامہ شریف باندھنے کو لازم کرلے۔ (مرقاۃ ج۸ص۲۵۰)

شیخ عبد الحق رحمة الله علیه کی تحقیق

شیخ عبدالحق محدث دہلوی متوفی ۱۰۵۲ھ روایت کرتے ہیں۔

ودستار رانشسته نه بندد و ازار را استاده نپوشد چنانئه در خبر ست۔

قال ﷺ من تعمم قاعداً او تسرول قائماً ابتلاه الله تعالیٰ ببلاء لا دواء له۔

عمامہ بیٹھ کر نہ باندھے اور ازار کھڑے ہو کر نہ پہنے چنانچہ حدیث شریف میں ہے۔ یعنی حضور ﷺ نے فرمایا جس نے بیٹھ کر عمامہ باندھا یا کھڑے ہو کر سراویل (یعنی پاجامہ یا شلوار) پہنی تو اللہ تعالیٰ اسے ایسی مصیبت میں مبتلاء فرمائے گا جس کی کوئی دواء نہیں۔

(کشف الالتباس فی استحباب اللباس فارسی اردو ص۱۶ مطبوعه داراحیاء العلوم کراچی)

لیکن یہ کوئی واجب نہیں اور نہ کوئی گناہ کی بات ہے بلکہ ایک مستحب ہے۔ ہر مسلمان کو چاہیے کہ وہ حضور نبی کریم ﷺ کی اس مبارک سنت (یعنی عمامہ شریف پہننے) کو اپنائے اور جب بھی عمامہ شریف باندھے تو کھڑے ہو کر باندھے اور جب شلوار پہنے تو بیٹھ کر پہنے۔

ضمیمہ

امام صالحی امام طبرانی اور ضیاء مقدسی سے نقل کرتے ہیں۔

حضرت عبداللہ بن بسر رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سیدنا علی رضی اللہ عنہ کو خیبر کی طرف روانہ فرمایا تو ان کے سر پر سیاہ عمامہ باندھا اور اس کا شملہ پیچھے لٹکایا۔

(سبل الہدی ج۷ص۲۷۹)

امام حافظ ابو عمار مروزی رحمۃ اللہ علیہ کا سبز عمامہ

صحاح ستہ کے راوی امام حافظ حجہ ابو عمار الخزاعی مروزی رحمۃ اللہ علیہ کے ترجمہ میں امام یوسف بن زکی عبدالرحمٰن مزیٰ متوفی ۷۴۲ھ لکھتے ہیں۔

وقال ابوبکر بن خزیمة رایت ابا حمار الحسین بن حریث المروزی فی المنام بعد وفاته کانه علی منبر رسول الله ﷺ و کان علیه ثیابا بیضا و فی راسه عمامة خضراء

ترجمہ: امام الائمہ امام ابن خزیمہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں میں نے خواب میں امام ابو عمار حسین بن حریث مروزی رحمۃ اللہ علیہ کو ان کی وفات کے بعد سفید کپڑوں میں اور سر پر سبز عمامہ باندھے ہوئے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی منبر انور پر دیکھا۔

(تهذیب الکمالج ص۶ ص۳۶۱ برقم ۱۳۰۳ مؤسسة الرسالة بیروت الطبعة الاولیٰ ۱۹۸۰ء بتحقیق بشار عواد معروف)

نیز اسی طرح اس کو امام احمد بن علی ابوبکر الخطیب بغدادی متوفی ۴۶۳ھ نے ''تاریخ بغداد ج۸ص ۳۶ برقم ۴۰۸۸ مطبوعہ دار الکتب العلمیۃ بیروت'' میں امام شمس الدین محمد بن احمد بن عثمان ذہبی متوفی ۷۴۸ھ نے ''سیر اعلام النبلاء ج ۱۱ص ۴۰۱ مطبوعہ مؤسسۃ الرسالۃ بیروت الطبعۃ الاولیٰ ۱۹۸۴ء بتحقیق شعیب الارنؤوط'' میں نقل کیا ہے۔

غیر مقلدوں کے امام محمد ناصر الدین البانی اپنی ''سلسلۃ الصحیحۃ'' میں پھر اس کے شارح ابو میمون محمد محفوظ اعوان وہابی لکھتا ہے:

آپ کو سبز رنگ پسند تھا

(۲۰۰۸) عن انس قال کان احب الالوان الی رسول اللہ ﷺ الخضرۃ۔

ترجمہ: حضرت انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو سبز رنگ بہت زیادہ پسند تھا۔

(الصحیحۃ: ۲۰۵۴)

تخریج اخرجہ البزار فی مسندہ ص ۱۷۱۔زوائدہ والبیہقی فی الشعب ۲/۲۴۸/۱، والبزار والطبرانی فی الاوسط۔

شرح: سیدنا ابو رمثہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں میں اپنے باپ کے ساتھ چلا اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس گیا میں نے دیکھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دو سبز رنگ کی چادریں زیب تن کی ہوئی تھیں۔(ابوداؤد :۴۰۶۵، ترمذی :۲۸۱۲، نسائی :۱۵۷۲) یہ رنگ آنکھوں کے لیے بہت مفید ہوتا ہے اور دیکھنے والوں کو بھی بڑا خوبصورت لگتا ہے۔ جنتی لوگوں کا لباس بھی سبز ہوگا۔

(سلسلۃ احادیث صحیحہ (اردو) کتاب اللباس والزینۃ واللھو والصور ج ۳ ص ۴۰۵ مطبوعہ انصار السنہ پبلیکیشنز لاہور)

دیوبندیوں کے امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاری کا سبز عمامہ

دیوبندیوں کے مستند رائٹر جانباز مرزا اپنی کتاب ''حیات امیر شریعت'' میں لکھتے ہیں۔

لباس: اوائل جوانی میں جب آپ بہار سے پنجاب آئے تو تنگ موری کی بہاری طرز کی شرعی شلوار گھٹنوں تک گول آستین کا لمبا کرتہ سبز رنگ کی پگڑی اور پاؤں میں سرخ بہاری قسم کی جوتی پہن رکھی تھی۔

(حیات امیر شریعت ص ۴۶۹ مطبوعہ مکتبہ احرار لاہور اشاعت مئی ۲۰۰۶ء)

مستند دیوبندی عالم سخی داد خوستی کا فتویٰ
سبز عمامہ پہننا مستحب ہے

پشتو زبان میں لکھی ہوئی جامعہ فاروقیہ کے فاضل سخی داد خوستی دیوبندی کی یہ کتاب ''دپٹکی شرعی احکام مکمل و مدلل بیان'' دیوبندی مذہب کی مستند کتاب ہے اس کتاب پر دیوبندیوں کے شیخ الحدیث سلیم اللہ خان کی تقریظ ہے ان کے علاوہ دیوبندیوں کے مفتی اعظم مفتی نظام الدین شامزیؔ اور قاضی حمید اللہ مہتمم انوار العلوم و مظاہر العلوم گوجرانوالہ کی تقاریظ بھی موجود ہیں۔ ان تینوں نے اس کتاب کی بڑی تعریف فرمائی ہیں۔

فاضل جامعہ فاروقیہ سخی داد خوستی دیوبندی لکھتے ہیں۔

(صفحہ ۴۸۔ ۴۹ پر دیوبندی عالم عبد الصمد صارم ترجمان الاسلام لاہور ۱۶ ذیقعدہ ۱۳۹۸ھ کے حوالے سے جواز نقل کیا ہے کہ ''سبز عمامے کا حکم باقی عماموں کے مثل ہیں) اور ص ۵۳ پہ لکھتے ہیں۔

دپٹکی تور او سپین او شین رنگ خو مستحب دے۔

ترجمہ: یعنی عمامے شریف کا سیاہ، سفید اور سبز رنگ تو مستحب ہے۔

(دپٹکی شرعی احکام مکمل و مدلل بیان ص۵۳ مطبوعہ مکتبہ حقانیہ ننرہار پلازہ منزل بالمقابل بزازی مسجد جلال آباد افغانستان)

سبز عمامہ کا جواز اور دیوبندی کذاب

مناظر اہل سنت محمد کاشف اقبال مدنی مدظلہ العالی اپنے مضمون ''سبز عمامہ کا جواز اور دیوبندی کذاب'' مجلہ سہ ماہی کلمہ حق میں لکھتے ہیں۔

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے سبز عمامہ باندھنے پر دیوبندی اکابر سے تائید

دیوبندی محقق و شارح ترمذی محمد سعید پالن پوری کے افادات پر مرتب کتاب تحفۃ الالمعی شرح سنن ترمذی میں مرقوم ہے کہ:

پگڑی کسی بھی رنگ کی باندھنا جائز ہے نبی ﷺ نے سیاہ پگڑی بھی باندھی ہے ہری (سبز) بھی اور سفید بھی، پس لال پگڑی تو مناسب نہیں باقی جس رنگ کی چاہے باندھ سکتا ہے۔

(تحفۃ الالمعی شرح سنن ترمذی ج۵ص۷۰طبع کراچی)

دیوبندی مذہب کے شیخ الاسلام جسٹس مفتی تقی عثمانی صاحب رقم طراز ہیں کہ حضور اقدس ﷺ سے سفید عمامہ پہننا بھی ثابت ہے اور سیاہ عمامہ پہننا بھی ثابت ہے اور بعض روایات میں سبز عمامہ پہننا بھی ثابت ہے۔

(اصطلاحی خطبات ج۵ص۳۰۷طبع کراچی)

اصطلاحی خطبات کے جدید ایڈیشن میں سبز عمامہ کے اثبات کی عبارت کو دیوبندیوں نے نکال کر تحریف و بددیانتی کا ثبوت دیا ہے۔

ہوشیار اے سنی مسلمان ہوشیار

دیوبندی مبلغ طارق جمیل کہتے ہیں کہ:

آپ (ﷺ) کا رنگ سفید تھا جس میں سرخی ملی ہوئی تھی پگڑی کون سی باندھتے تھے؟ سفید، سیاہ اور سبز تینوں پگڑیاں باندھتے تھے۔

(خطبات جمیل ج۲ص۱۰۳طبع گوجرانوالہ)

سبز عمامہ کے مخالفین کے اکابرین سے سبز کا ثبوت

دیوبندی اکابر کے پیرومرشد حاجی امداداللہ مہاجر مکی نے حضور اکرم ﷺ کی خواب میں زیارت کے حصول کا طریقہ یوں بیان کیا ہے کہ:

عشاء کی نماز کے بعد پوری پاکی سے نئے کپڑے پہن کر خوشبو لگا کر ادب سے مدینہ منورہ کی طرف منہ کر کے بیٹھے اور خدا کی درگاہ میں جمال مبارک آنحضرت ﷺ کی زیارت حاصل ہونے کی دعا کرے اور دل کو تمام خیالات سے خالی کر کے آنحضرت ﷺ کی صورت کا سفید شفاف کپڑے اور سبز پگڑی اور منور چہرہ کے ساتھ تصور کرے اور الصلوۃ والسلام علیک یا رسول

اللہ کی داہنے اور الصلوۃ والسلام علیک یا نبی اللہ کی بائیں اور الصلوۃ والسلام علیک یا حبیب اللہ کی ضرب دل پر لگائے اور متواتر جس قدر ہو سکے درود شریف پڑھے...... انشاء اللہ مقصد حاصل ہوگا۔

(ضیاء القلوب مشمولہ کلیات امدادیہ ص۶۱ مطبوعہ دارالاشاعت کراچی)

مدرسہ دیوبند میں سبز عمامہ سے دستار بندی

دیوبندی ترجمان ماہنامہ الرشید کے دارالعلوم نمبر میں مرقوم ہے کہ ۱۲۹۰ھ/۱۸۷۳ء سے انتظامیہ نے دستار بندی اور عطائے سند کا سلسلہ شروع کر دیا دارالعلوم کے سرپرست اعلیٰ فارغ التحصیل طلبہ کے سر پر اپنے ہاتھ سے سبز دستار باندھتے اور سند عطا فرماتے۔

(ماہنامہ الرشید دارالعلوم دیوبند نمبر ص۵۵۱)

انور شاہ کشمیری کا سبز عمامہ

دیوبندیوں کے محدث العصر انور شاہ کشمیری کے متعلق ان کی سوانح میں مرقوم ہے کہ اس حسین اور برکشش جسم پر جب موسم سرما آتا سبز عمامہ زیب سر اور سبز قبا زیب بدن کرتے تو ایک فرشتہ انسانوں کی اس دنیا میں چلتا پھرتا نظر آتا۔

(حیات کشمیری نقش دوام ص ۷۵)

مہتمم مدرسہ دیوبند کا سبز عمامہ باندھنا

دیوبندی ابن الحسن عباسی رقم طراز ہیں کہ:

میں اٹھنے ہی والا تھا کہ ایک سبز رنگ کا پٹکا باندھے آئے اور اسلام کر کے بیٹھ گئے۔ میں نے پوچھا آپ کی تعریف؟ بولے کہ میں مہتمم ہوں اور تین بڑے بڑے رجسٹر میرے سامنے رکھ دیئے اور بتلایا کہ یہ سال بھر کے آمد و صرف کا حساب۔

(دینی مدارس ص۸۵)

یہ عبارت تاریخ دارالعلوم دیو بند از مولوی محبوب اور ماہنامہ الرشید دارالعلوم دیو بند نمبر میں بھی موجود ہے صرف فرق یہ ہے کہ ان میں ابتداء کی جملہ سبز پٹکا کی جگہ یوں ہے ایک صاحب سبزہ رنگ آئے۔

(تاریخ دارالعلوم دیوبند ج ۱ ص ۱۸۰ ماھنامہ الرشید دارالعلوم دیوبند نمبر ۱۹۵)

خلیل احمد انبیٹھوی کا سبز عمامہ باندھنا

دیوبندی محدث خلیل احمد انبیٹھوی کے متعلق دیوبندی محقق ومؤرخ عاشق الٰہی میرٹھی لکھتے ہیں کہ:

عمامہ حضرت متوسط طول کا باندھتے تھے مگر نہایت خوبصورت شملہ دوسوا دو بالشت پیچھے چھوڑتے اور اکثر مشروع بھاگلپوری کا سبز یا کاہی ہوتا تھا ہمیشہ آپ کھڑے ہوکر عمامہ باندھتے۔(تذکرۃ الخلیل ص ۳۶۲ طبع کراچی)

حسین احمد مدنی کی سبز عمامہ سے دستار بندی

دیوبندی مذہب کے شیخ الاسلام حسین احمد مدنی خود اپنے متعلق لکھتے ہیں کہ:

مجھ کو ایک عمامہ سبز حسب اصول مدرسہ (دیوبند) از دست حضرت شیخ الہند بندھوایا گیا۔

(نقش حیات ج ۱ ص ۱۴۷ طبع کراچی)

دیوبندی سوانح نگار فرید الوحیدی اپنے دیوبندی شیخ الاسلام حسین احمد مدنی کے حلیہ میں رقم طراز ہیں کہ سر پر سبز رنگ کا عربی انداز کا اونی رومال جسم پر کتھئی رنگ کا عربی مصلح (عباء)۔

(شیخ الاسلام مولانا حسین احمد مدنی ایک تاریخی وسوانحی مطالعہ ص ۷۹۵)

عبدالستار تونسوی کی سبز عمامہ سے دستار بندی

مولانا محمد حسین صاحب نے مناظر اعظم تنظیم اہل سنت علامہ (عبدالستار) تونسوی کے سر پر سبز رنگ کی دستار بندھوائی۔ (بے نظیر ولاجواب مناظرہ ص۲۲۰)

سلیم اللہ خان

دیوبندی شیخ الحدیث سلیم اللہ خان لکھتے ہیں کہ:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو سبز رنگ سب سے زیادہ پسند تھا لہٰذا سبز رنگ کی پگڑی کو دوسرے رنگوں پر ترجیح دیئے بغیر اگر کوئی استعمال کرتا ہے تو جائز ہے۔

(کشف الباری ج۱ ص۱۷۳ کتاب اللباس)

(کلمہ حق شمارہ ۲ ص۳۴۔۳۵ و شمارہ ۴ ص۸۴)

دعا

اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں دعا ہے کہ یا اللہ! ہم تمام مسلمانوں کو مسلک اہل سنت و جماعت کے دامن سے وابستہ فرما۔ اور عقیدہ اہل سنت و جماعت پر ہی ہماری حیات و وفات ہو۔ اور ہر قسم کے فتنوں سے ہمیں محفوظ فرما۔

بحرمة الانبياء العظام و الاولياء الكرام أمين يا رب العالمين و صلى الله تعالىٰ على سيدنا و محبوبنا و نبينا محمد و على اله و اصحابه و ازواجه و اتباعه الى يوم الدين۔

و الله تعالىٰ و رسوله الاعلى اعلم بالصواب

سعید اللہ خان قادری

13/3/2010

آستانہ عالیہ قادریہ غوثیہ پہاڑ گنج نارتھ ناظم آباد کراچی

☆............☆

مصنف کی دیگر محققانہ کتب

(1) اقامت میں حی علی الفلاح پر کھڑے ہونے کا شرعی حکم (مطبوعہ مکتبہ غوثیہ کراچی)

(2) جمعہ کی اذان ثانی کا زبان سے جواب دینا شرعاً جائز ہے (مطبوعہ مکتبہ میاں گل جان کراچی)

(3) نام اقدس ﷺ سن کر انگوٹھے چومنے کا مدلل ثبوت (مطبوعہ مکتبہ میاں گل جان کراچی)

(4) دعا بعد نماز جنازہ کا تحقیقی ثبوت (مطبوعہ مکتبہ غوثیہ کراچی)

(5) حیلہ اسقاط اور دوران قرآن کا مدلل ثبوت (مطبوعہ ادارۃ تحقیق و تصنیف کراچی)

(6) سعید الحق فی تخریج جاء الحق (مطبوعہ مکتبہ غوثیہ کراچی)

(7) بارہ ربیع الاول وفات یا ولادت (بہترین تحقیق کے ساتھ) (مطبوعہ مکتبہ غویہ کراچی)

(8) تاریخ اسلام (دو جلدیں) (غیر مطبوعہ)

(9) مدلل فقہ حنفی اور احادیث و آثار صحابہ (حنفیوں کے لئے نایاب تحفہ) (مکمل ۱۰ جلدیں) (غیر مطبوعہ)

(10) شرح مسند الامام الاعظم (غیر مطبوعہ)

(11) مطالعہ دیوبندیت بجواب مطالعہ بریلویت (غیر مطبوعہ)

(12) ہدیۃ الرفیعۃ فی سماع الصوفیۃ (قوالی مع مزامیر کی شرعی حیثیت) (غیر مطبوعہ)

(13) امام اعظم رضی اللہ عنہ پر اعتراضات کے جوابات (غیر مطبوعہ)

(14) کتاب الطلاق (غیر مطبوعہ)

(15) چاروں سلاسل حق مگر قادریوں کی شان الگ (غیر مطبوعہ)

(16) چوری پر چوری (غیر مطبوعہ)

(17) مشرک و بدعتی کون؟ (غیر مطبوعہ)

(18) یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مدد (غیر مطبوعہ)

(19) دعا بعد السنن (غیر مطبوعہ)

(20) مزارات پر گنبد بنانے کی شرعی حیثیت (غیر مطبوعہ)

(21) القول المقبول فی اثبات علم غیب الرسول (دو جلدیں) (غیر مطبوعہ)

(22) مقالات ابو العباس (غیر مطبوعہ)

(23) غیر مقلدوں کا محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اختلاف (غیر مطبوعہ)

اردو ترجمہ

فیض الرحمٰن

تفسیر روح البیان

شیخ القرآن والتفسیر والحدیث حضرت علامہ
مفتی محمد فیض احمد اویسی صاحب مدظلہ

باہتمام
محمد قاسم جلالی
(بانی و چیئرمین ویلکم ویلفیئر ٹرسٹ کراچی)

اس کتاب میں قرآن پاک کی آسان و بہترین تفسیر کی گئی ہے۔ جس میں قرآن پاک کے مشکل الفاظ کی حل لغات، تفسیر صوفیانہ، تفسیر عالمانہ، شانِ نزول، سوال و جواب، سبق و فوائد، حکایات اور دیگر کئی باتوں کا بیان آسان انداز سے کیا گیا ہے تاکہ قارئین کرام قرآن پاک کو بآسانی سمجھ سکیں اور اس کے احکامات پر عمل پیرا ہو کر اپنی دنیا و آخرت کو سنوار سکیں۔

ناشر
مکتبہ غوثیہ
یونیورسٹی روڈ، کراچی پاکستان

ماہنامہ

تبصرہ لاہور

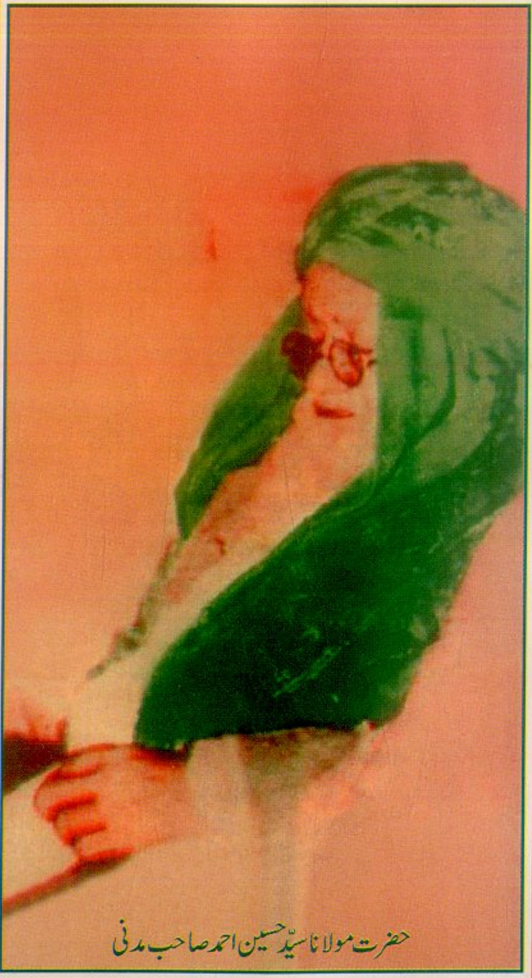

حضرت مولانا سیّد حسین احمد صاحب مدنی

روئیداد جشنِ دیوبند

ادارے کی دیگر مطبوعات

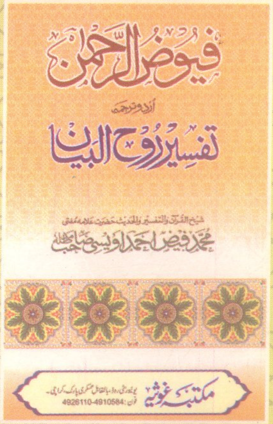

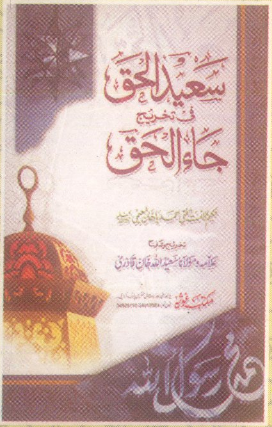

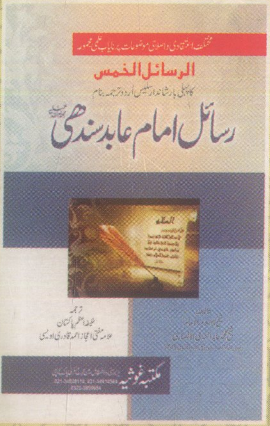

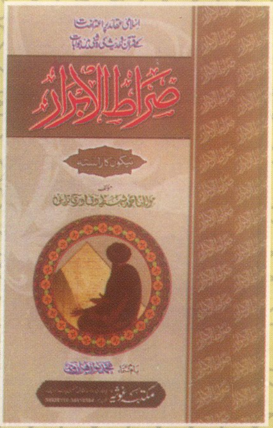

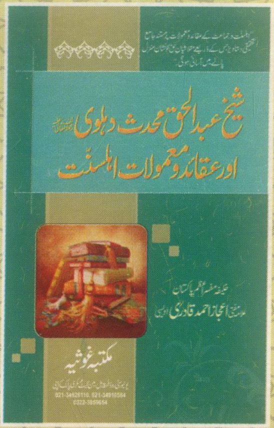

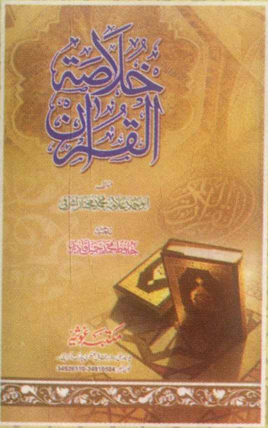

مکتبہ غوثیہ

یونیورسٹی روڈ بالمقابل مین گیٹ عسکری پارک کراچی

021-34926110, 021-34910584

0322-3859654